ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۲۸؍مئی ۲۰۰۴ء | ۸؍ربیع الثانی ۱۴۲۵ہجری قمری ۲۸؍ہجرت ۱۳۸۳ہجری شمسی | شمارہ ۲۲

قناعت

حضرت عبیداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’جس شخص نے دِلی اطمینان اور جسمانی صحت کے ساتھ صبح کی اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہے۔اس نے گویا ساری دنیا جیت لی اور اس کی ساری نعمتیں اسے مل گئیں‘‘۔

(جامع ترمذی کتاب الزھد باب فی الزھاد)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

بیعت سے مراد خداتعالیٰ کو جان سپرد کرنا ھے

جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دی جاتی ہے۔

’’بیعت سے مراد خداتعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خداتعالیٰ کے ہاتھ بیچ دی۔یہ بالکل غلط ہے کہ خداتعالیٰ کی راہ میں چل کر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے۔صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے جو دنیا کے لئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے۔وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے وہ یاد رکھے بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اُسے نہ چھڑا سکے گا۔اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اس سے دریافت کریگا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا؟اس لئے ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ خدا جو ملک السمٰوات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امر بھی یونہی حاصل نہیں ہوتا ہے۔خدا ہی یہ امر دل میں بٹھائے تو بیٹھ سکتا ہے۔سو اس کے لئے دعا بکار ہے۔جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوّت دی جاتی ہے۔مومن کے دل میں ایک جذب ہوتا ہے کہ جس سے قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر تم میں جذبِ محبت خداتعالیٰ کی راہ میں کافی ہو تو پھر کیوں لوگ تمہاری طرف نہ کھنچے آویں اور کیوں تم میں ایک مقناطیسی طاقت نہ ہو جاوے۔دیکھو قرآن میں سورۂ یوسف میں آیا ہے۔﴿وَلَقَدْھَمَّتْ بِہٖ وَ ھَمَّ بِھَا لَوْ لَآ اَنْ رَّاٰ بُرْھَانَ رَبِّہٖ﴾ (یوسف:۲۵) یعنی جب زلیخا نے یوسفؑ کا قصد کیا یوسفؑ بھی زلیخا کا قصد کرتا اگر ہم حائل نہ ہوتے۔اب ایک طرف تو یوسف جیسا متقی ہے اور اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ نبی زلیخا کی طرف مائل ہو ہی چکا تھا اگر ہم نہ روکتے۔اس میں سِرّ یہ ہے کہ انسان میں ایک کششِ محبت ہوتی ہے۔زلیخا کی کششِ محبت اس قدر غالب آئی تھی کہ اس کشش نے ایک متقی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔سو جائے شرم ہے کہ ایک عورت میں جذب اور کشش اس قدر ہو کہ اس کا اثر ایک مضبوط دل پر ہو جاوے اور ایک شخص جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس میں جذبِ محبت الٰہی اس قدر نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آویں۔یہ عذر قابل پذیرائی نہیں کہ زبان میں یا وعظ میں اثر نہیں۔اصلی نقصان قوّتِ جاذبہ میں ہے۔جب تک وہ کامل نہیں تب تک زبانی خالی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم۔صفحہ ۲۳ جدید ایڈیشن)

جماعت اور ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ اور مبلغین نائیجیریا کے ساتھ میٹنگز تبلیغی و تربیتی پروگراموں کا جائزہ۔احباب جماعت کی خلیفۂ وقت سے محبت کے ایمان افروز نظارے۔حضور ایدہ اللہ کی لندن واپسی

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورہ مغربی افریقہ کے موقع پر نائیجیریا میں قیام کے دوران آخری روز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ:عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر۔لندن)

۱۳؍اپریل بروز منگل:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے نائجیریا میں قیام کا آخری دن تھا۔پانچ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور نے احمدیہ مسجد اوجوکورو میں نماز فجر پڑھائی۔۱۰ بجے صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔۱۰ بجکر پینتالیس منٹ پر امیر صاحب اور نائب امراء جماعت نائجیریا کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی جو بارہ بجکر پندرہ منٹ پر ختم ہوئی۔حضور انور نے مختلف امور کے جائزے لئے اور رہنمائی فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

بارہ بجکر پچیس منٹ پر مبلغین نائجیریا کی میٹنگ حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہوئی۔جس میں حضور انور نے تبلیغی اور تربیتی پروگراموں کا جائزہ لیا اور تفصیل

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

فرمودات خلفاء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ عظیم الشان فتح کے سورج کے طلوع کی خوش خبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو! ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن تمہارے لئے (مخالفین کے لئے۔ناقل) رات بن کر آیا ہے اور ہمارے لئے اس دن روشنی کا ایک سورج طلوع ہوا جس نے احمدیت کو بقعہ نور بنا دیا۔تم نے اکٹھے ہو کر اپنے ہاتھوں سے یہ فیصلہ دے دیا کہ آج محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور چونکہ تم اسی فیصلے میں آنحضرت ﷺ کے نکالے ہوئے نتیجہ کی تکذیب کے مرتکب ہوئے اس لئے وہ پیشگوئی اور بھی زیادہ شان کے ساتھ پوری ہوئی۔تمہاری اس ظالمانہ روش نے یہ فیصلہ کر دیا کہ تم جھوٹے ہو کیونکہ تم نے نتیجہ وہ نکالا ہے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے نکالے ہوئے نتیجہ کے مخالف ہے۔

پس یہ ہے تمہاری اکثریت اور یہ ہے تمہاری اکثریت کی حیثیت۔اس اکثریت کی ہمیں ایک کوڑی کی بھی پروا نہیں کیونکہ اس اکثریت کی ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کو کوئی پرواہ نہیں۔تم نے ہمیں محمد مصطفیٰ ﷺ سے کاٹنے کے لئے یہ اقدام کیا تھا مگر اس دن نے تو ہمیشہ کے لئے ہمارا پیوند حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اور بھی زیادہ پکا کر دیا۔اگر تم سچے ہو نعوذ باللہ من ذلک اور محمد مصطفیٰ ﷺ نعوذ باللہ من ذلک غلط ہیں تو ہمیں وہ ایک بننا منظور ہے جو غلط ہو کر بھی ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ رہتا ہے۔ہمیں یہ ہرگز منظور نہیں کہ ہم ان بہتّروں میں شامل ہوں جو ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کو منظور نہیں۔اس لئے جھوٹا کہو گے، تب بھی ہم اپنے آقا محمد مصطفیٰؐ کے ساتھ رہیں گے۔سچا کہو گے تو پھر تو ہم ہیں ہی سچے۔اس لئے اب نکل کے دکھاؤ اس راہ سے۔خود تمہارا بچھایا ہوا دام ہے جس نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ایک بھی تم میں سے باقی نہیں رہا۔شیعہ، سنّی کبھی وہم بھی نہیں کر سکتے تھے کہ سارے متفق ہو جائیں گے کہ وہ سب اپنے اختلاف عقائد کے باوجود اس مسئلہ پر متفق ہیں اور یہ کہ ان کے بزرگوں کے سارے فتوے جھوٹے ہیں۔اس دن خدا نے عظیم الشان فتح کا سورج ہمارے لئے طلوع فرمایا۔ہم اس پر راضی ہیں۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷؍مئی ۱۹۸۵ء)

اداریہ

ہوں بندہ مگر مَیں خدا چاہتا ہوں

انسانی پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کا حصول ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے قیام کی بھی یہی غرض ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کو پھیلاوے''۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کے شرائط میں یہ شرط بھی شامل ہے کہ ''ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا''۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ ایک دوست کو جو اپنی فطری سعادت کی وجہ سے جماعت میں شمولیت کی سعادت حاصل کر رہے تھے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تقویٰ اللہ کو اپنا شعار بنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سب دکھوں اور تکلیفوں اور جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج ہے''۔

اس بنیادی مقصد کے حصول کی تلقین کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ کی منشاء اور مرضی کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جماعت قائم کی۔ خدا کے بندوں کو اس کی طرف بلایا اور جمع کیا تا وہ اللہ تعالیٰ کے خدمت گزار بندے بن جائیں۔ ہم لوگ بھی اس کی جماعت میں اسی لئے داخل ہوئے ہیں کہ ہم خدا کے خدمت گزار بندوں میں شامل ہوں۔ لیکن اس خدمت گزاری کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ اگر وہ شرائط پورے نہ کئے جائیں اور ان پر نہ چلا جائے تو پھر صرف خدمت گزار کہلانے سے تو کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوگا۔ جب تک ان شرائط کو پورا نہ کیا جائے تب تک ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ دیکھو سکول میں داخل ہونے سے ایک شخص طالب علم تو کہلا سکے گا لیکن اگر وہ داخل ہونے کی غرض کو مدنظر نہ رکھے گا اور علم کے حصول کی کوشش نہ کرے گا تو اسے صرف طالب علم کہلانے سے اور سکول میں داخل ہو جانے سے علم نہیں حاصل ہو جائے گا اور نہ وہ عالم کہلائے گا۔ بہت سے لڑکے ہوتے ہیں جو کہلاتے تو طالبعلم ہیں لیکن سارا وقت بجائے علم کے حصول کے جہالت کے حصول میں خرچ کر دیتے ہیں۔ کیا وہ صرف طالبعلم کہلانے یا سکول میں داخل ہونے سے عالم کہلانے کے امیدوار ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ایک مدرسہ میں داخل ہوئے ہیں جس میں داخل ہونے کی غرض محض یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خدمت گزار غلام بن جائیں اور اس کا قرب حاصل ہو۔ مگر صرف اس مدرسہ میں ہمارا داخل ہونا ہمیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ جب تک ہماری کوششیں اس غرض کے حصول کے لئے انتہائی نقطہ پر نہ پہنچ جائیں اور جب تک ہم پورے طور پر جدوجہد نہ کریں تب تک ہم سچے طور پر خدا کے غلام کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے''۔ (الفضل ۲۲/فروری ۱۹۲۷ء)

خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے فوائد و ثمرات بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت کے لوگوں کو اپنے اندر روحانی دروازے اور کھڑکیاں کھولنی چاہئیں تا ان کے ظاہر کے ساتھ باطن مل جائے اور جب یہ حالت پیدا ہو جائے تو ایسا انسان ہر چیز پر غالب آ جاتا ہے۔ اور کہیں کا کہیں جا پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کفیل ہو جاتا ہے اور یہی وہ اصل روحانی مقام ہے جس کے لئے ہر مومن کو کوشش کرنی چاہئے اور جب تک یہ حالت پیدا نہ ہو ایمان کامل نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنے آپ کو احمدیت کا عمدہ پھل بنانا چاہئے''۔

(الفضل ۱۷/جون ۱۹۴۶ء)

جماعت کی روحانی ترقی کے لئے محبت الٰہی کے حصول کی طرف نہایت دردمندی سے توجہ دلاتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

''مجھے تمہاری حالتوں کو دیکھ کر جنون کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ ایک چھوٹا بچہ جنگل میں اپنی ماں سے جدا نہیں ہوتا۔ مَیں بھی تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس خدا سے جو ماں سے بھی زیادہ محبت کرنے والا ہے تم جدا نہ ہو۔ مَیں نے آدھی دنیا کا سفر کیا ہے اور پھر دیکھا ہے کہ ہر جگہ تمہاری مخالفت ہو رہی ہے۔ نہ کسی ملک میں تمہاری جانیں محفوظ ہیں نہ تمہارے مال محفوظ ہیں۔ کوئی چیز تمہاری حفاظت اور پناہ کا موجب نہیں ہو سکتی۔ صرف ایک ہی دروازہ ہے جہاں تم کو پناہ مل سکتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی گود ہے جو ماں اور باپ سے بھی زیادہ حفاظت کی جگہ ہے۔ مَیں اپنے جسم کو طاقتوں سے خالی پاتا ہوں لیکن مَیں جانتا ہوں کہ اگر تم میری اس نصیحت کو مانو گے تو ہر ایک زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔ لڑائیوں، جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اپنے معاملات کو درست کرو۔ دنیا کی کسی چیز کو اپنا خدا نہ بناؤ۔ آج دنیا میں کسی جگہ بھی حقیقی پرستش خدا تعالیٰ کی نہیں ہو رہی۔ پس تم بھی اپنی سستیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے عذابوں کا مستحق نہ بناؤ۔ جس خدمت کو تم نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے اس کو پوری توجہ سے سرانجام دو''۔ (الفضل ۲۰/دسمبر ۱۹۲۴ء)

راضی رہو خدا کی قضا پر ہمیش تم
تم ہو خدا کے ساتھ، خدا ہو تمہارے ساتھ

لب پر نہ آئے حرف شکایت خدا کرے
ہُوں تم سے ایسے وقت میں رخصت خدا کرے

(عبدالباسط شاہد)

عراق اور فلسطین کی حالت زار پر

میرے خدا میری آہوں میں رکھ اثر کوئی
کہ خاک وخوں میں تڑپتا ہے پھر بشر کوئی

عجیب شان سے بھڑکی ہے نار بولہبی
نہ جسم و جان سلامت رہے نہ گھر کوئی

زمین ہو یا فضا پنجۂ ہوس میں ہے
نہ کوئی خوف مکافات کا نہ ڈر کوئی

فسادِ خَلق خدا شورشِ اَنا سے اٹھا
کہ جس کی زد سے بچا ہے نہ بحر و بر کوئی

وہ دن کو درد کے صحرا میں ناچتی وحشت
اندھیری رات میں جلتا ہوا نگر کوئی

پڑے ہوئے کہیں گلیوں میں بے کفن لاشے
کہیں یہ موت سے لڑتا لہو میں تر کوئی

یہ دور آیا ہے نمرود کی خدائی میں
جلی وہ آگ کہ ڈرنے لگا ہے ہر کوئی

غرورِ سطوتِ شاہی ہے کج کلاہوں کو
حدودِ وقت میں آیا ہے بے خبر کوئی

کہاں پہ جا کے کرے کوئی درد کی فریاد
بجز خدا کوئی والی نہ چارہ گر کوئی

(ڈاکٹر حافظ فضل الرحمٰن بشیر۔ مورو گورو۔ تنزانیہ)

جماعت احمدیہ مارو (جزائر فجی) کے زیر اہتمام

جلسہ سیرت النبیؐ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: فضل اللہ طارق مبلغ سلسلہ، ناندی۔ جزائر فجی)

جماعت احمدیہ جزائر فجی کی جماعت مارو کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ یہ جلسہ مورخہ ۳/اپریل ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ مارو جماعت کے ایک دوست مکرم عظمت خان صاحب کے گھر پر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم سے آغاز ہوا۔ نظم کے بعد مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ مارو نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جلسہ سیرت النبیؐ کا مقصد بیان کیا۔ آخر پر خاکسار نے آقائے دو جہان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کے حوالہ سے مختلف مذاہب کے درمیان پیار و محبت اور رواداری کے واقعات بیان کئے۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ میں احباب جماعت کی تعداد ۲۸ تھی جبکہ ۲۰ غیر از جماعت مہمان بھی شامل ہوئے۔ اس طرح کل حاضری ۴۸ تھی۔ الحمدللہ۔

قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے انعقاد کو بہت بابرکت فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

جماعتی تربیت اور اس کے اصول

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (ایم اے) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(چوتھی اور آخری قسط)

تسلسل کے لئے دیکھیں
الفضل انٹرنیشنل جلد ۱۱ شمارہ ۲۰
مورخہ ۱۴/ مئی ۲۰۰۴ء

جماعتی تربیت کے ذرائع

جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے جماعتی تربیت ایک چاردیواری کی متقاضی ہے جس کے اندر رہ کر اور اس کے اندرونی ماحول اور اندرونی چشموں سے فیض پاکر وہ پروان چڑھ سکے اور اسلام نے کمال حکمت سے یہ چاردیواری بھی خود ہی مہیا فرمادی ہے۔ گویا تربیت کے مختلف پہلو تو ایک باغ کا حکم رکھتے ہیں جس میں طرح طرح کے درخت شیریں پھلوں سے لدے ہوئے نصب شدہ ہیں۔ اور تربیت کے ذرائع اس کے لئے ایک محفوظ قلعہ ہیں جس میں ان درختوں کی آب پاشی کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔ جس کے بغیر ایک اچھے سے اچھا باغ بھی بالآخر خشک ہوکر رہ جاتا ہے۔

ایک واجب الاطاعت امام کا وجود

ان ذرائع میں سب سے بڑا ذریعہ ایک واجب الاطاعت امام کا وجود ہے۔ آنحضرت ﷺ نے امارت کے نظام کو اتنی اہمیت دی ہے کہ جماعت کا امام تو الگ رہا آپؐ نے یہاں تک حکم دیا ہے کہ اگر دو تین آدمی بھی اکٹھے سفر کرنے لگیں تو اپنے میں سے کسی کو امیر مقرر کرلیا کریں اور جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے آپؐ نے اپنے مقرر کردہ امیروں کے متعلق فرمایا ہے کہ **مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ**۔ یعنی جس نے میرے مقرر کئے ہوئے امیر کی اطاعت کی اس نے دراصل خود میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ اس حکیمانہ ارشاد کی یہی غرض و غایت تھی کہ اس ذریعہ سے مسلمانوں کی جماعت کو ایک مضبوط شیرازے میں باندھ کر رکھا جائے تاکہ ان کی تربیت میں کوئی رخنہ نہ پیدا ہوسکے۔ اور سفر و حضر ہر دو کی صورت میں ان کی تربیت کا سلسلہ جاری رہے۔ تو جب عام امیروں کے متعلق یہ حکم ہے تو خلافت کی شان کا خود اندازہ کیا جاسکتا ہے جو نبوت کا تتمہ ہے اور باوجود ظاہری انتخاب کے خدا کی خاص تقدیر کے ماتحت قائم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ بشر ہونے کی وجہ سے ایک نبی کی عمر بہرحال محدود ہوتی ہے لیکن جو کام اس کے سپرد کیا جاتا ہے وہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ اور لمبی نگرانی چاہتا ہے۔ پس خدائے حکیم نے ازل سے یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ ہر نبوت کے بعد اس کے کام کی تکمیل کے لئے خلافت قائم کی جاتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

مَاکَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں ہوتی جس کے بعد خلافت نہ آتی ہو۔

پس خلافت ایک نہایت ہی مبارک اور مقدس نظام ہے جو الٰہی جماعتوں کی تنظیم اور تربیت کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ **لَیْسَ اَحَدٌ یُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً** یعنی جو شخص امام سے اپنا تعلق کاٹ کر جماعت سے الگ ہوتا ہے۔ اگر وہ اسی حالت میں مرجائے تو جاہلیت کی موت مرنے والا ہوگا۔ پس جماعتی تربیت کا پہلا اور سب سے بڑا ذریعہ امام کا وجود ہے جس کے بغیر کوئی الٰہی جماعت، جماعت کہلانے کی حقدار نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے بغیر کسی جماعت کی تنظیم و تربیت کا انتظام ممکن ہوسکتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں قدرتِ ثانیہ کے نام سے یاد کیا ہے اور جماعت کو نصیحت کی ہے کہ اس کے لئے ہمیشہ خاص دعائیں کرتے رہیں۔ دراصل امام اور خلیفہ کی مثال ایک مرغی کی طرح ہے جس کے پروں کے نیچے ہزاروں لاکھوں انسان تربیت اور حفاظت کی زندگی گذارتے ہیں۔ چنانچہ اس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک لطیف الہام بھی ہے کہ ”ہزاروں آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں“۔ اور حق یہ ہے کہ جب چیلیں چاروں طرف منڈلا رہی ہوں تو اُس وقت وہی چوزے محفوظ رہتے ہیں جو مرغی کے پروں کے نیچے ہوں۔ پس اے میرے عزیزو اور دوستو اور بزرگو! خلافت کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرو۔ اور اس کے دامن کو کبھی نہ چھوڑو کیونکہ اس کے بغیر تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور وہ اپنے تسلسل کے لحاظ سے تمہارے لئے ایک دائمی رحمت ہے۔ کاش تم اس کی قدر کو پہچانو!

تربیت کا دوسرا ذریعہ مرکز کا وجود ہے

امام سے اُتر کر جماعتی تربیت کا دوسرا بڑا ذریعہ مرکز کا وجود ہے جس کی وجہ سے جماعت گویا ایک کھونٹے سے بندھی رہتی ہے اور انتشار کے خطرات سے محفوظ ہوجاتی ہے۔ اسی اصل کے ماتحت مکہ مکرمہ کا نام ام القریٰ رکھا گیا ہے۔ یعنی وہ ایک ایسی بستی ہے جو دوسری بستیوں کے لئے بطور ماں کے ہے۔ اس نام میں یہ اصولی اشارہ کیا گیا ہے کہ مرکز کا وجود گویا ماں کی طرح ہوتا ہے جو بچوں کی خوراک او راجتماع اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اگر کسی جماعت کا کوئی مرکز نہ ہو تو وہ بھیڑ بکریوں کی طرح صرف ایک منتشر گلہ ہوتی ہے جسے جنگل کا کوئی درندہ ایک ہی حملہ میں بکھیر کر رکھ سکتا ہے۔ اور مرکز کے بغیر کسی جماعت کی تنظیم اور تربیت بھی ممکن نہیں ہوتی کیونکہ تنظیم اور تربیت کے لئے ایک ایسے مقام کا وجود ضروری ہوتا ہے جس کی طرف جماعت کے افراد بار بار لوٹ کر آئیں اور اس کی برکات اور ہدایات سے فائدہ اُٹھائیں۔ اسی لئے قرآن مجید نے مکہ مکرمہ کے ازلی ابدی مرکز کا دوسرا نام معاد رکھا ہے۔ یعنی وہ بستی جس کی طرف مسلمان بار بار آتے اور اس سے روحانی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں قادیان کا نام بھی معاد رکھا گیا ہے۔ کیونکہ جماعت کے لوگ اس کی طرف بار بار رجوع کر کے تربیت حاصل کرتے تھے اور انشاء اللہ آئندہ بھی کریں گے۔ اور جب تک قادیان کی واپسی نہیں ہوتی ربوہ قادیان کا قائم مقام ہے کیونکہ وہ اس وقت خلافتِ احمدیہ کا جائے قیام ہے پس جماعت کا فرض ہے کہ وہ ربوہ میں بار بار آکر مرکز کی برکات سے فائدہ اُٹھائیں اور خلافت کے فیوض سے متمتع ہوں۔ اور پھر مرکز کا وجود جماعتی اجتماعوں اور قومی مشوروں اور باہمی تعارف پیدا کرنے کا بھی ایک بھاری ذریعہ ہے جس کے بغیر جماعت کی تربیت ممکن نہیں اور آجکل تو ہمارا مرکز، مرکزی دفاتر کا بھی صدر مقام ہے جس کی شاخیں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور کوئی فرد جماعت مرکزی دفاتر سے کٹا ہوا نہیں رہ سکتا کیونکہ تمام روحانی اور تنظیمی اور دفتری امور میں اسے لازماً مرکز کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

سلسلہ کے لٹریچر اور مرکزی اخبارات کا مطالعہ

تربیت کا تیسرا ذریعہ سلسلہ کے لٹریچر اور مرکزی اخبارات کا مطالعہ ہے۔ یہ ذریعہ بھی اپنی جگہ نہایت اہم اور ضروری ہے۔ جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور اشتہارات اور مکتوبات کا سوال ہے یہ ذخیرہ سلسلہ کی ہدایات کا ذخیرہ نمبرا کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ کیونکہ ہماری تمام اصولی تشریحات اور ہمارے مخصوص نظریات کا وہی ماخذ ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو احمدی ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں تم ایک گونہ تکبر پاؤ گے کیونکہ وہ میری طرف منسوب ہونے کے باوجود اپنے آپ کو میرے کلام سے جو خدا سے روشنی یافتہ ہے مستغنی سمجھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں خصوصیت سے حضور کی کتاب کشتی نوح اور درثمین اردو اور درثمین فارسی اور حضور کے وہ ملفوظات جو سلسلہ کے اخباروں یعنی الحکم اور بدر میں چھپتے رہے ہیں اور حضور کی وہ تقریریں جو جماعت کو مخاطب کر کے سالانہ جلسوں وغیرہ کے موقع پر کی گئیں۔ اعلیٰ ترین تربیتی مواد سے معمور ہیں۔ مگر یہ مواد حضور کی دوسری کتابوں میں بھی کچھ کم نہیں اور مخالفوں کے ساتھ مناظرانہ مباحث کے درمیان بھی حضور کے تربیتی نصائح اس طرح ملے جلے ہیں کہ ان کتب کا مطالعہ کرنے والا انسان قدم قدم پر روحانی کلمات کے شیریں گھونٹ پیتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات اور حضور کی سالانہ جلسوں کی تقریریں اور مجلس عرفان کی ڈائریاں اور تفسیر کبیر کے ابواب بھی بہت ہی لطیف تربیتی مواد سے بھرے پڑے ہیں اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی کتاب مرقاۃ الیقین جس میں حضور نے اپنی زندگی کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے ہیں اور حضور کی وہ زوردار تقریریں جو خلافت کے باغیوں کو مخاطب کر کے کی گئی تھیں بہت مفید نصائح پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح بعض اور احمدی مصنفین کی کتب بھی ہیں جو سلسلہ کی طرف سے شائع ہوچکی ہیں اور وہ تربیت کے نقطۂ نگاہ سے کافی مفید ہیں۔ اور پھر سلسلہ کا مرکزی اخبار الفضل جس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات اور سلسلہ کی خبریں چھپتی رہتی ہیں ایک ایسا لٹریچر ہے جو ہر احمدی کی تربیت کی تکمیل اور روزمرہ کی تاریخ کی واقفیت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ یہ سارا لٹریچر جماعتی تربیت کی ایک بہت عمدہ درس گاہ ہے جس سے کسی مخلص احمدی کو غافل نہیں رہنا چاہئے۔

صحبت صالحین کا ذریعہ

جماعتی تربیت کا آخری ذریعہ جو میں اس جگہ بیان کرنا چاہتا ہوں صحبت صالحین سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ایک مسلّم اور تجربہ شدہ حقیقت ہے جس سے کوئی دانا شخص انکار نہیں کرسکتا کہ خدا کا قانون اس دنیا میں کچھ اس طرح پر رائج ہے کہ انسان تو انسان ہر چیز کسی نہ کسی رنگ میں اپنے ماحول کے اثر کو قبول کر رہی اور اس پر اپنا اثر ڈال رہی ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے:۔

﴿**اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ الشَّمَائِلِ**﴾ (النحل: ۴۹) یعنی کیا لوگ اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کہ دنیا کی ہر چیز جو خدا نے پیدا کی ہے وہ اپنے دائیں اور بائیں اثر ڈال رہی ہے۔

ایک بچہ کو چار دن کے لئے گندے بچوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت دے دیں تو وہ گندی عادتیں سیکھنی شروع کردے گا اور اگر کسی بچے کو نیک صحبت میں بیٹھنے کا موقعہ ملے گا تو اس میں اچھی عادتیں پیدا ہونی شروع ہوجائیں گی **وَالشَّاذُ کَالْمَعْدُوْم** اسی لئے ہر زمانہ میں پاک لوگ اپنی اولاد کو اور اپنے ملنے والوں کو پاک صحبت اختیار کرنے اور بد صحبت سے بچنے کی تلقین کرتے آئے ہیں۔ پس اچھی تربیت حاصل کرنے کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ نیک لوگوں کی صحبت بھی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔

﴿**یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ**﴾۔ یعنی اے مومنو خدا سے ڈرتے رہو اور ان لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو قول اور عمل کے صادق ہیں۔

دراصل نیک لوگ جو صادق القول اور صادق العمل ہوتے ہیں اور ان کی زندگیاں خدا کی رضا کے مطابق ہوتی ہیں۔ وہ ایک مقناطیس کا رنگ رکھتے ہیں اور کوئی پاک فطرت انسان جو اُن کی صحبت اختیار کرے اُن کی روحانی کشش سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آنحضرت ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور آپ نے اپنی زبردست روحانی کشش اور اپنے طاقتور مقناطیسی وجود سے عربوں کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور آپ کی پاک صحبت سے ہزاروں روحانی مقناطیس پیدا

ہوگئے جنہوں نے آپ کے بعد اصلاح وا رشاد کا سلسلہ جاری رکھا اور ایک شمع سے دوسری شمع روشن ہوتی چلی گئی۔ اسی طرح اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بھی ایک بھاری روحانی انقلاب پیدا ہوا ہے اور آپ نے اپنے پیچھے کثیر التعداد نیک لوگوں کی جماعت چھوڑی ہے۔ اور خدا کے فضل سے اب تک آپ کے کئی صحابی زندہ ہیں اور بعض غیر صحابی بھی نیکی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ پس جماعت کو چاہئے کہ ان لوگوں کی صحبت سے فائدہ اٹھائے اور اپنے آپ کو ان کے رنگ میں ڈھال کر اپنے اندر ایک نیک تغیر پیدا کرے اور صحابہ کا بھی فرض ہے کہ وہ نو احمدیوں اور احمدی نوجوانوں کا اپنی مجلسوں میں زیادہ سے زیادہ بیٹھنے کا موقعہ دیں۔ جماعتی تربیت کا یہ ایک نہایت عمدہ ذریعہ ہے جس سے ﴿ كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ﴾ کے ارشاد کے مطابق بہت سے مردہ دلوں میں زندگی کی روح پھونکی جاسکتی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اس ضروری معاملہ میں غفلت سے کام نہیں لیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض زریں نصائح

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے میں اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''کشتی نوح'' سے ایک ایسا اقتباس درج کرنا چاہتا ہوں جس میں حضور نے اپنی جماعت کی تربیت کے خیال سے بعض نصائح فرمائے ہیں اور یہ زرین نصائح خدا کے فضل سے ان تمام برکات اور تاثیرات سے معمور ہیں جو ایک مامور من اللہ کے کلام میں خدا کی طرف سے ودیعت کی جاتی ہیں اور ان نصائح کا ہر لفظ ایک زبردست روحانی مقناطیس ہے جو صالح روحوں کو اس طرح اپنی طرف کھینچتا ہے جس طرح ایک مادی مقناطیس لوہے کے ٹکڑوں کو کھینچتا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کرلی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر بات پر قادر نہیں سمجھتا۔ بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پورے طور پر ہر بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امورِ معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کے تعہدِ خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص امورِ معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغگو، جعلساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح نہیں بچ سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پاسکتا۔ جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کرلیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا........ کیا بدبخت وہ انسان ہے۔ جس کو اب تک پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ اور کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں''!!

اب خدا کے فضل سے میں اپنے اس مضمون کو جس میں صرف چند باتیں بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں۔ اور جس کے آخر میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک روح پرور بیان بھی شامل کردیا ہے ختم کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو سچا مسلمان اور سچا احمدی بننے کی توفیق دے۔ ہمارا ہر قول اور ہر فعل خدا کی رضا کے مطابق ہو اور ہمارا ایمان خشک فلسفیوں کی طرح صرف منطقی دلائل پر مبنی نہ ہو بلکہ محبت اور اخلاص اور دل کی بصیرت پر مبنی ہو تا آسمان پر ہمارے آقا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سردار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحیں ہمیں دیکھ کر خوش ہوں۔ اور جب ہمارے لئے خدا کے حضور حاضر ہونے کا وقت آئے تو وہ ہمیں رحمت اور مغفرت کے ہاتھوں سے قبول کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين۔

❁❁❁❁❁

تھموسو (Thmoso) گاؤں، صوبہ کمپونگ چھنانگ، کمبوڈیا میں

مسجد نورالدین کا بابرکت افتتاح

(حسن بصری ۔ مبلغ سلسلہ کمبوڈیا)

تھموسو ڈسٹرکٹ سمگی منچے (Samgi Minchey) صوبہ کمپونگ چھنانگ کا ایک گاؤں ہے جو بڑی سڑک سے تقریباً ۱۵ کلومیٹر اندر جانے والے گاؤں کے راستہ پر واقع ہے اور شہر فہنوم پین سے ۷۰ کلومیٹر دور ہے۔ اس گاؤں میں مسلمانوں کے علاوہ بدھ مذہب کے لوگ بھی آباد ہیں مگر وہ تھوڑے ہیں۔

ماہ نومبر ۲۰۰۱ء میں وہاں احمدیت کا نفوذ ہوا اور ماہ جنوری ۲۰۰۲ء کے شروع میں اس گاؤں کے سارے مسلمان جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اس جماعت کی تعداد ۲۵۲ افراد پر مشتمل ہے۔ یہاں ایک لکڑی کی بنی ہوئی بہت پرانی مسجد موجود تھی جبکہ ۲۵ تا ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو تین روزہ تربیتی کلاس کا انعقاد اسی مسجد میں کیا گیا تھا۔ وہاں کے ایک نوجوان محمد زین صاحب کو مشن ہاؤس بلا کر قرآن و حدیث اور جماعت کے بعض مسائل سکھائے گئے۔ اب وہ اس قابل ہوگئے ہیں کہ خطبہ جمعہ اور بچوں کو ابتدائی تربیتی کاموں کی طرف متوجہ ہیں۔

جب تربیتی کلاس منعقد کی گئی تو اس مسجد کا بہت خستہ حال تھا۔ بعض لکڑیاں پرانی ہوگئی تھیں۔ مقامی جماعت کے مشورہ سے ہم نے تعمیر مسجد کا پروگرام بنایا۔ اور اس کے لئے حکومت سے باقاعدہ اجازت نامہ حاصل کیا گیا۔ تعمیر کے اخراجات کے لئے مرکزی امداد کے علاوہ مقامی احباب نے بھی کچھ رقم جمع کی۔

اس مسجد کی چوڑائی سات میٹر اور لمبائی تیرہ میٹر ہے جو دو ہزار مربع میٹر قطعہ زمین پر ہے۔ تعمیر کا کام اپریل ۲۰۰۳ء میں شروع ہوا۔ معماروں کے علاوہ مقامی نوجوانوں اور بچوں نے بڑے شوق سے وقار عمل میں حصہ لیا۔ موسم برسات کی وجہ سے تعمیر کا کام روک دینا پڑا کیونکہ اس وقت تعمیراتی کام مشکل ہوجاتا ہے۔ آخر ماہ جولائی ۲۰۰۳ء میں یہ مسجد مکمل ہوگئی۔

الحمدللہ۔ مکرم استاد عثمان صاحب کی تجویز پر اس مسجد کا نام مسجد نورالدین رکھا گیا ہے۔

مورخہ ۱۷ مارچ ۲۰۰۴ء بروز بدھ کو مسجد نورالدین کا افتتاح عمل میں آیا۔ مسجد کے سامنے کھلے میدان میں مہمانوں کے لئے ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ بعض لوکل جماعتوں کو بھی دعوت دی گئی۔ ڈسٹرکٹ سمگی منچے کے آفسر سومبان صاحب مع اپنے سٹاف اور ڈسٹرکٹ ترلاچ (Tralach) کے بعض سربراہان کو بھی مدعو کیا گیا۔ کل حاضری اس وقت ۴۰۰ تھی۔

تقریب کا آغاز ساڑھے نو بجے ہوا۔ محترم شافعی صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے آغاز ہوا۔ اس کے بعد مکرم جعفر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کمبوڈیا نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور بعض مہمانوں کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد خاکسار نے سورۃ التوبہ کی ایک آیت کی تلاوت کرکے اس کے معنی کی وضاحت کی اور مسجد کی تعمیر کی حکمت بیان کی۔

اس کے بعد مکرم سومبان صاحب ڈسٹرکٹ آفیسر نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ ان کے علاقہ میں مسجد بنائی گئی ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس گاؤں کے لوگ اپنے ایمان کے مطابق اس مسجد کو استعمال کریں اور اس کی صفائی کا خیال رکھیں گے اور آپس میں اخوت و محبت کا مظاہرہ کریں گے۔

اجتماعی دعا کے بعد تمام مہمانوں نے مسجد کو وزٹ کیا اور پھر مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ بعدہ ظہر کی نماز ادا کی گئی۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ اس ملک کے لئے خاص طور پر دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے بھی ایمان کی روشنی سے منور کرے۔ آمین

❁❁❁❁

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

خطبہ جمعہ

نماز اور استغفار دل کی غفلت کے عمدہ علاج ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی توبہ قبول کرنے اور ان کی بخشش کے سامان پیدا کرنے کے لئے ہروقت تیار ہے۔پس اللہ تعالیٰ سے ہروقت اس کی مغفرت طلب کرتے رہنا چاہئے

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز-فرمودہ ۱۴/مئی ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۴/ہجرت ۱۳۸۳ھجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِاللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

(سورة النساء آیت نمبر:111)

انسان کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ غلطیوں،کوتاہیوں اور سستیوں کی طرف بہت جلد راغب ہوجاتا ہے اور اس بشری کمزوری اور فطری تقاضے کی زد میں،اس کی لپیٹ میں ایک عام آدمی تو آتا ہی ہے جو دنیاوی دھندوں میں پڑا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف،اس سے اپنے گناہوں کی معافی کی طرف اس کی ذرا بھی توجہ نہیں ہوتی۔لیکن نیک لوگ بھی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے حتّٰی کہ انبیاء بھی اس کی زد میں آسکتے ہیں۔لیکن جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:’’انبیاء اس فطرتی کمزوری اور ضعف بشریت سے خوب واقف ہوتے ہیں لہٰذا وہ دعا کرتے ہیں کہ یا الٰہی تو ہماری ایسی حفاظت کر کہ وہ بشری کمزوریاں ظہور پذیر ہی نہ ہوں‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۰۷۔ جدید ایڈیشن)

تو جب انبیاء کی یہ حالت ہو کہ وہ ہروقت استغفار کرنے،ہروقت اپنے رب سے اس کی حفاظت میں رہنے کی دعا کرتے ہیں تو پھر ایک عام آدمی کو کس قدر اس بات کی ضرورت ہے کہ اس سے جو روزانہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں غلطیاں ہوتی ہیں یا ہوسکتی ہیں ان سے بچنے کے لئے یا ان کے بداثرات سے بچنے کے لئے استغفار کرے۔اور اگر پہلے اس طرف توجہ ہوجائے تو بہت سی غلطیوں اور گناہوں سے انسان پہلے ہی بچ سکتا ہے۔پس اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اس طرف توجہ دیں۔اللہ تعالیٰ تو اپنے مومن بندوں کی توبہ قبول کرنے،ان کی بخشش کے سامان پیدا کرنے کے لئے ہروقت تیار ہے۔اور قرآن کریم نے بیسیوں جگہ مغفرت کے مضمون کا مختلف پیرایوں میں ذکر کیا ہے،کہیں دعائیں سکھائی گئی ہیں کہ تم یہ دعائیں مانگو تو بہت سی فطری اور بشری کمزوریوں سے بچ جاؤ گے۔کہیں یہ ترغیب دلائی ہے کہ اس طرح بخشش طلب کرو تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنو گے۔کہیں بشارت دے رہا ہے،کہیں وعدے کر رہا ہے کہ اس اس طرح میری بخشش طلب کرو تو اس دنیا کے گند سے بچائے جاؤ گے اور میری جنتوں کو حاصل کرنے والے بنو گے۔کہیں یہ اظہار ہے کہ میں مغفرت طلب کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔غرض اگر انسان غور کرے تو اللہ تعالیٰ کے پیار،محبت اور مغفرت کے سلوک پر اللہ تعالیٰ کا تمام عمر بھی شکر ادا کرتا رہے تو نہیں کرسکتا۔ہماری بدقسمتی ہوگی کہ اگر اس کے باوجود بھی ہم اس غفور رحیم خدا کی رحمتوں سے حصہ نہ لے سکیں اور بجائے نیکیوں میں ترقی کرنے کے برائیوں میں دھنستے چلے جائیں۔پس اللہ تعالیٰ سے ہروقت اس کی مغفرت طلب کرتے رہنا چاہئے۔وہ ہمیشہ ہمیں اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹے رکھے اور ہمیں ہر گناہ سے بچائے اور گزشتہ گناہوں کو بھی معاف فرماتا رہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت کے گناہ کرنے والوں کی توبہ کو قبول کرے اور دن کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرے۔اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع ہو۔(مسلم)

یعنی یہ ناممکن ہے جب سے یہ دنیا قائم ہے اللہ تعالیٰ مغفرت کی چادر میں اپنے پاک بندوں کو نہ لپیٹتا رہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:’’استغفار کے معنی یہ ہیں کہ خدا سے اپنے گزشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا۔اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔استغفار انبیاء بھی کیا کرتے ہیں اور عوام بھی‘‘۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:’’غفر کہتے ہیں ڈھکنے کو۔اصل بات یہی ہے کہ جو طاقت خدا کو ہے وہ نہ کسی نبی کو ہے،نہ کسی ولی کو اور نہ رسول کو۔کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں اپنی طاقت سے گناہ سے بچ سکتا ہوں۔پس انبیاء بھی حفاظت کے واسطے خدا کے محتاج ہیں۔پس اظہار عبودیت کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور انبیاء کی طرح اپنی حفاظت خدا تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۰۷ جدید ایڈیشن)

حدیث میں آتا ہے،’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے تھے کہ بخدا میں اللہ تعالیٰ سے دن میں 70 مرتبہ سے بھی زیادہ توبہ واستغفار کرتا ہوں‘‘۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات۔ باب استغفار النبیؐ فی الیوم واللیلة)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ’’استغفار ایک عربی لفظ ہے اس کے معنی ہیں طلب مغفرت کرنا کہ یا الٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہوچکے ہیں ان کے بدنتائج سے ہمیں بچا کیونکہ گناہ ایک زہر ہے اور اس کا اثر بھی لازمی ہے اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔صرف زبانی تکرار سے مطلب حاصل نہیں ہوتا پس چاہئے کہ توبہ استغفار منتر جنتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ اس کے مفہوم اور معانی کو مدنظر رکھ کر تڑپ اور سچی پیاس سے خدا کے حضور دعائیں کرو‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ۲۰۷۔۲۰۸)

یہ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’سو اس طور کی طبیعتیں بھی دنیا میں پائی جاتی ہیں کہ جن کا وجود روزمرہ کے مشاہدات سے ثابت ہوتا ہے۔اس کے نفس کا شورش اور اشتعال جو فطرتی ہے کم نہیں ہوسکتا۔کیونکہ جو خدا نے لگا دیا اس کو کون دور کرے ہاں خدا نے ان کا ایک علاج بھی رکھا ہے۔وہ کیا ہے؟ توبہ واستغفار اور ندامت،یعنی جبکہ برا فعل جو ان کے نفس کا تقاضا ہے ان سے صادر ہو یا حسب خاصہ فطرتی کوئی برا خیال دل میں آوے تو اگر وہ توبہ و استغفار سے اس کا تدارک چاہیں تو خدا اس گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔جب وہ بار بار ٹھوکر کھانے سے بار بار نادم اور تائب ہوں تو وہ ندامت اور توبہ اس آلودگی کو دھو ڈالتی ہے۔یہی حقیقی کفارہ ہے جو اس فطرتی گناہ کا علاج ہے۔اسی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِاللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾(النساء:۱۱۱) جس سے کوئی بدعملی ہوجائے یا اپنے نفس پر کسی نوع کا ظلم کرے اور پھر پشیمان ہوکر خدا سے معافی چاہے تو وہ خدا کو غفور رحیم پائے گا۔

اس لطیف اور پرحکمت عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جیسے لغزش اور گناہ نفوس ناقصہ کا خاصہ ہے جو

ان سے سرزد ہوتا ہے اس کے مقابلے پر خدا کا ازلی اور ابدی خاصہ مغفرت ورحم ہے۔اور اپنی ذات میں وہ غفور ورحیم ہے۔یعنی اس کی مغفرت سرسری اور اتفاقی نہیں بلکہ وہ اس کی ذاتِ قدیم کی صفت قدیم ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔اور جوہر قابل پر اس کا فیضان چاہتا ہے۔یعنی جب کبھی کوئی بشر بروقت صدورِ لغزش و گناہ بندامت وتوبہ خدا کی طرف رجوع کرے''یعنی جب کوئی انسان اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور پھر اس پہ شرمندگی، ندامت اور پشیمانی ہو تو فرمایا کہ ایسی حالت میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف انسان جھکے ''تو وہ خدا کے نزدیک اس قابل ہو جاتا ہے کہ رحمت اور مغفرت کے ساتھ خدا اس کی طرف رجوع کرے''۔تو پھر خدا تعالیٰ بھی اس کی پریشانی، پشیمانی، شرمندگی اور استغفار دیکھ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی مغفرت کے سامان پیدا فرماتا ہے۔تو فرمایا کہ ''یہ رجوع الٰہی بندۂ نادم اور تائب کی طرف ایک یا دو مرتبہ میں محدود نہیں بلکہ یہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں خاصۂ دائمی ہے''۔

فرمایا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ رجوع کرتا ہے اپنے ایسے بندے پر جو کئے ہوئے گناہوں پر نادم بھی ہو اور اس کی معافی بھی مانگ رہا ہو تو ایک دو دفعہ تک محدود نہیں ہے۔مستقل انسان استغفار کرتا رہتا ہے، مستقل اس سے معافی مانگتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ہمیشہ اس کی نیت دیکھ کر اس کے گناہوں کو بخشتا رہتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہر مرتبہ جان بوجھ کے گناہ کرتے چلے جاؤ بلکہ نیت ایسی ہو کہ شرمندگی ہو اور گناہوں سے بچنے کی کوشش بھی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہمیشہ معاف کرتا چلا جاتا ہے۔''اور جب تک کوئی گناہگار توبہ کی حالت میں اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ خاصہ اس کا ضرور اس پر ظاہر ہوتا رہتا ہے''۔

(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۸۶۔۱۸۷۔حاشیہ)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو گناہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا یعنی گناہ کے محرکات اسے بدی کی طرف مائل نہیں کر سکتے اور گناہ کے بدنتائج سے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ! توبہ کی علامت کیا ہے آپؐ نے فرمایا ندامت اور پریشانی علامت توبہ ہے۔(رسالہ قشیریہ باب التوبہ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:''سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے۔پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لئے خدا سے معاملہ صاف کر لے۔اس طرح سے خدا تعالیٰ کے اولیاء میں داخل ہو جائے گا۔اور پھر اس پر کوئی خوف اور حزن نہیں ہوگا''۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۹۴۔۵۹۵)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ:''حقیقی توبہ انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور اس سے پاکیزگی اور طہارت کی توفیق ملتی ہے۔جیسے اللہ کا وعدہ ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے نیز ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گناہوں کی کشش سے پاک ہونے والے ہیں۔توبہ حقیقت میں ایک ایسی شے ہے کہ جب وہ اپنے حقیقی لوازمات کے ساتھ کی جاوے تو اس کے ساتھ ہی انسان کے اندر پاکیزگی کا بیج بویا جاتا ہے۔جو اس کو نیکیوں کا وارث بنا دیتا ہے۔

یہی باعث ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔یعنی توبہ سے پہلے کے گناہ اس کو معاف ہو جاتے ہیں اس وقت سے پہلے جو کچھ بھی اس کے حالات تھے اور جو بے جا حرکات اور بے اعتدالیاں اس کے چال چلن میں پائی جاتی تھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد صلح باندھا جاتا ہے اور نیا حساب شروع ہوتا ہے''۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۳۲) تو فرمایا توبہ کے ذریعے سے پاکیزگی کا بیج ہے جو ہمارے دلوں میں بویا جاتا ہے۔

تو اس زمانے میں بھی جبکہ ہر طرف دنیا میں اتنا زیادہ گند ہو چکا ہے، ہمیں خاص طور پر احمدیوں کو اپنے اندر پاکیزگی کے بیج کی پرورش کے لئے بہت زیادہ کوشش اور استغفار کی ضرورت ہے۔تا کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرے اور دل صاف کرے اور اس طرح ہمیں اپنے دل کی زمین کو تیار کرنا ہوگا اور اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے نیکی کے بیج کی پرورش کرنی ہوگی جس طرح ایک زمیندار جب اپنی فصل کے لئے بیج کھیت میں ڈالتا ہے تو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھنے کے لئے وہ بعض دفعہ بیج ڈالنے سے پہلے ایسے طریقے اختیار کرتا ہے جو جڑی بوٹیوں کو اگنے میں مدد دیتے ہیں، تا کہ جو بھی جڑی بوٹیاں ہیں وہ ظاہر ہو جائیں۔اور جب وہ ظاہر ہو جائیں تو ان کو تلف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔تو اسی طرح ہمیں بھی اپنے گناہوں کی جڑی بوٹیوں کے بیج کو بھی ظاہر کرنا پھر اس کو تلف کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے، اپنے گناہوں پر نظر رکھنی چاہئے۔تا کہ نیکی کا بیج صحیح طور پر نشوونما پا سکے۔جب نیکی کا بیج پھوٹتا ہے، بڑھنا شروع ہوتا ہے تو اس کی پھر اس طرح ہی مثال ہے کہ پھر شیطان بعض حملے کرتا ہے کیونکہ وہ بھی اپنی برائیوں کے بیج پھینک رہا ہوتا ہے یا کچھ نہ کچھ بیج برائی کا بھی دل میں رہ جاتا ہے تو جس طرح فصل لگانے کے بعد زمیندار دیکھتا ہے کہ بعض دفعہ فصل کے ساتھ بھی دوبارہ جڑی بوٹیاں اگنی شروع ہو جاتی ہیں تو پھر زمیندار کئی طریقے استعمال کرتا ہے۔بوٹی مار دوائیاں پھینکتا ہے یا گوڈی کرتا ہے، زمین صاف کرتا ہے تا کہ ان بوٹیوں کو تلف کیا جائے تو اس طرح انسان کو بھی اپنے اندر نیکی کے بیج کو خالص ہو کر بڑھنے اور پنپنے کا ماحول میسر کرنے کے لئے استغفار کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اس کی پرورش کی کوشش کرتے رہنا چاہئے تو جب اس طریق سے اپنے اندر نیکیوں کے بیج کو ہم پروان چڑھائیں گے اور پروان چڑھانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھلے گا اور پھولے گا اور پھر بڑھے گا اور ہمارے تمام وجود پر نیکیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔اور ہر برائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم ہو جائے گی۔

ایک حدیث میں آتا ہے''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہما وقت استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر تنگی کے وقت اس کے نکلنے کے لئے راہ پیدا کر دیتا ہے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اسے اس راہ سے رزق عطا فرماتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہ کر سکے''۔(ابوداؤد۔کتاب الوتر باب فی الاستغفار)

پھر ایک اور روایت ہے''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس شخص کی خوشی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی اونٹنی بے آب وگیاہ جنگل میں گم ہو جائے اور اس اونٹنی پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو وہ اس کو اتنا ڈھونڈے وہ اس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک جائے اور پھر کسی درخت کے تنے کے پاس سے گزرے اور دیکھے کہ اس کی اونٹنی کی لگام کسی درخت کی جڑوں سے اٹکی ہوئی ہے۔تو صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ شخص تو بہت خوش ہوگا۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے''۔

(بخاری کتاب الدعوات باب التوبہ)

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی خوشی کا حال اپنے بندوں کی توبہ کی طرف مائل ہوتے دیکھ کر اور گناہوں سے معافی مانگتے ہوئے اس کے حضور حاضر ہونے پر۔تو جب اللہ تعالیٰ کو ہمارا اس قدر خیال ہے تو ہمیں کس قدر بڑھ کر اس سے محبت کرنی چاہئے۔اور اس کے آگے جھکنا چاہئے۔اس کے احکامات پر عمل کرنا چاہئے۔اس کے انبیاء کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔قرآن شریف کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اس کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھکنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان تمام باتوں پر عمل کرنے والے ہوں۔

''حضرت جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم فلاں آدمی کو اللہ نہیں بخشے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھ پر پابندی لگائے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔میں نے اسے بخش دیا ہاں (یہ جو کہنے والا ہے) خود اس شخص کے اعمال ضائع ہو گئے جس نے ایسا کہا''۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب النہی عن تقنیط الانسان من رحمۃ اللہ)

تو بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ بیٹھ کر باتیں کر دیتے ہیں اپنی نیکیوں کے زعم میں فتوے لگا دیتے ہیں کہ فلاں گناہ گار ہے، فلاں یہ ہے، فلاں وہ ہے، اور یہ بخشا نہیں جا سکتا۔تو بخشا یا نہ بخشا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔بندے کا کام نہیں۔اور خدا تعالیٰ کا کام کسی بندے کو اپنے ہاتھ میں لینے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریول GmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیق فرانس ٹریول GmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تا کہ پریشانی سے بچا جا سکے۔

نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ (Uebersetzung) کی سہولت بھی موجود ہے۔ہم آپ کی خدمت کے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M
Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

ایسی باتیں کر کے سوائے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہوں اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

''حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جس نے 99 قتل کئے تھے آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی اور اس نے اس علاقے کے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھا تا کہ وہ اس سے گناہ سے توبہ کرنے کے بارے میں پوچھے تو اسے ایک تارک الدنیا عابد زاہد کا پتہ بتایا گیا وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ اس نے 99 قتل کئے ہیں کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے تو اس عابد اور زاہد نے کہا ایسے آدمی کی توبہ کیسے قبول ہوسکتی ہے اور اتنے بڑے گناہ کیسے معاف ہوسکتے ہیں اس پر اس نے اس کو بھی قتل کر دیا اس طرح پورے 100 قتل ہوگئے، پھر اسے ندامت ہوئی، شرمندگی ہوئی اور اس نے کسی بڑے عالم کے متعلق پوچھا پھر اسے ایک بڑے عالم کا پتہ بتایا گیا وہ اس کے پاس آیا اور کہا اور میں نے سو قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے تو اس نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں توبہ کا دروازہ کیسے بند ہوسکتا ہے اور توبہ کرنے والے اور اس کی توبہ قبول ہونے کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے۔ تم فلاں علاقے میں جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوں گے اور دین کے کام کر رہے ہوں گے، تم بھی ان کے ساتھ اس نیک کام میں شریک ہو جاؤ اور ان کی مدد کرو نیز اپنے اس علاقے میں واپس نہ آنا کیونکہ یہ برا اور فتنہ خیز علاقہ ہے چنانچہ وہ اس سمت میں چل پڑا لیکن ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ موت نے اسے آلیا، تب اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے، رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ اس شخص نے توبہ قبول کر لی ہے اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا ہے اس لئے ہم اسے جنت میں لے جائیں گے۔ عذاب کے فرشتے کہتے کہ اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا یہ کیسے بخشا جاسکتا ہے تو اسی اثناء میں اس کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا اور اس کو انہوں نے اپنا ثالث مقرر کر لیا اس نے ان دونوں کی باتیں سن کر کہا کہ جس علاقے سے یہ آ رہا ہے اور جس کی طرف یہ جا رہا ہے دونوں کا درمیانی فاصلہ ناپ لو اس میں سے جس علاقے سے وہ زیادہ قریب ہے وہ اسی علاقے کا شمار ہوگا۔ پس انہوں نے فاصلہ ماپا تو اس علاقے کے زیادہ قریب پایا جس کی طرف وہ جا رہا تھا۔ اس پر رحمت کے فرشتے اسے جنت کی طرف لے گئے''۔ (مسلم ۔کتاب التوبة۔ باب قبول توبة القاتل وإن كثر قتله) تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی بخشش کے طریق کہ نیک نیتی سے اس کی طرف بڑھو، توبہ کرو استغفار کرو تو وہ یقیناً تمہیں اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے سایۂ برکت سے معمور ہو جاتی ہے جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو، حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں اے میرے رب! انہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ان کی کیا کیفیت ہوگی اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں۔ فرشتے اس پر کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں، تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں، پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا۔ اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی اس پر فرشتے کہتے ہیں اے ہمارے رب ان میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا وہ وہاں سے گزرا اور ان کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بد بخت نہیں رہتا''۔

(مسلم كتاب الذكر ۔باب فضل مجالس الذكر)۔

تو اللہ تعالیٰ نے راہ چلتے تماش بین کو وہاں بیٹھنے کی وجہ سے بھی بخش دیا کیونکہ اس وقت اس کے کانوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی آواز پہنچ رہی تھی۔ ہماری مساجد میں حدیث کے درس ہوتے ہیں یا مختلف ملفوظات وغیرہ کے اجلاسات ہیں، اجتماعات ہیں تو ان میں پہلے سے بڑھ کر ہماری حاضریاں ہونی چاہئیں۔ کیا پتہ اللہ تعالیٰ کو کس وقت کیا چیز پسند آجائے اور ہماری بخشش کے سامان ہو جائیں۔ پھر جمعہ ہے، اپنے کام کی خاطر بعض لوگ جمعہ چھوڑ دیتے ہیں تو یہ خاص طور پر عبادت کا دن ہے ہفتہ میں ایک دن آتا ہے۔ خطبہ ہے نماز ہے اس کو ضرور سننا چاہئے اور ہر وہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہمیں کیا علم کس وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی بخشش حاصل کرنے والے ہو جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا۔ یہی وہ امر ہے جس کو قرآن کریم دوسرے لفظوں میں استغفار سے موسوم کرتا ہے''۔ (نورالقرآن ۔روحانی خزائن جلد۹ صفحہ ۳۵۷)۔ فرمایا کہ ہر گند سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے، اس کے قرب کو پانے کے لئے اپنے اندر روحانیت پیدا کرنے کے لئے استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

پھر ایک شخص نے قرض کے متعلق دعا کے واسطے عرض کی کہ میرا قرض بہت ہے دعا کریں اتر جائے۔ (اب بھی بہت لوگ لکھتے رہتے ہیں) تو آپؑ نے فرمایا: ''استغفار بہت پڑھا کرو انسان کے واسطے غموں سے سبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے، نیز استغفار کلید ترقیات ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۴۲۔ جدید ایڈیشن)

تو فرمایا تمہاری ہر قسم کی ترقی کے لئے اور قرضوں سے بچنے کے لئے پریشانیاں دور ہونے کے لئے استغفار ہی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ غور کر کے سمجھ کر پڑھو صرف رٹے ہوئے الفاظ نہ دہراتے چلے جاؤ اور پھر ساتھ اپنے اندر جو برائیاں ہیں ان کا بھی جائزہ لیتے رہو اور محاسبہ کرتے رہو اور ان سے بھی بچنے کی کوشش کرتے رہو۔ ترقی کے دروازے تم پر کھلتے چلے جائیں گے۔ انشاءاللہ۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی کہ حضور! میرے لئے دعا کریں میرے اولاد ہو جائے، آپؑ نے فرمایا: ''استغفار بہت کرو اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔ یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے۔ جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کی دستگیری کرتا ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۴۴۔جدید ایڈیشن)

تو بہت سے لوگ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا لکھتے رہتے ہیں اولاد کے لئے بھی اور دوسری چیزوں کے لئے۔ ان کو یہ نسخہ آزمانا چاہئے۔ لیکن بات وہی ہے کہ صرف رٹے ہوئے فقرے نہ ہوں بلکہ دل کی گہرائیوں سے استغفار کرے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور انسان اللہ تعالیٰ کے باقی احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

اب یہ ہے کہ استغفار کس طرح پڑھنا چاہئے۔ اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بد انجام سے بچالے''۔ استغفار پڑھنے سے یا تو بد انجام سے اللہ تعالیٰ بچا لیتا ہے یا وہ گناہ ہی اس سے سرزد نہیں ہوتا۔ ''سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہئے''۔ فرمایا: ''ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے۔ مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہئے نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو یہ ضروری ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۲۵۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا۔ اپنی زبان میں بھی استغفار ہوسکتا ہے کہ خدا پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہتا پھرے اور دل کی خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے۔ اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے۔ بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں''۔ یعنی فضول ہیں۔ ''ہاں دل کی دعائیں اصل دعائیں ہوتی ہیں جب قبل از وقتِ بلا انسان اپنے دل

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے۔تو پھر خداوند رحیم کریم ہے وہ بلاٹل جاتی ہے۔لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہئے اور بہت استغفار کرنا چاہئے اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۸۲)

تو عام حالات میں بھی دیکھ لیں جب آدمی کسی بیماری میں تکلیف میں دنیا میں بھی کسی انسان کو پکارتا ہے تو وہ اس کی مدد کے لئے آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو جب اس طرح خالص ہو کر پکاریں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ ایک قدم چلو گے تو دو قدم چل کر آؤں گا، تم پیدل آؤ گے تو میں تمہاری طرف دوڑتا ہوا آؤں گا۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:’’ گناہ کی یہ حقیقت نہیں کہ اللہ گناہ کو پیدا کرے اور پھر ہزاروں برس کے بعد گناہ کی معافی سوجھے جیسے مکھی کے دو پر ہیں ایک میں شفا اور دوسرے میں زہر، اسی طرح انسان کے دو پر ہیں ایک معاصی کا اور دوسرا خجالت۔ توبہ، پریشانی کا۔ یہ ایک قاعدے کی بات ہے جیسے ایک شخص جب غلام کو سخت مارتا ہے تو پھر اس کے بعد پچھتاتا ہے گویا کہ دونوں پَر اکٹھے حرکت کرتے ہیں۔ زہر کے ساتھ تریاق ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زہر کیوں بنایا گیا تو جواب یہ ہے کہ گو یہ زہر ہے مگر کشتہ کرنے سے حکم اکسیر کا رکھتا ہے‘‘۔ زہر کو بھی جب ایک خاص پراسیس (Process) میں سے گزارا جائے تو وہ دوائی کا بھی کام دے جاتے ہیں۔ ایسے زہروں سے بہت ساری دوائیاں بنتی ہیں۔ فرمایا کہ:’’ اگر گناہ نہ ہوتا تو رعونت کا زہر انسان میں بڑھ جاتا اور وہ ہلاک ہو جاتا۔ توبہ اس کی تلافی کرتی ہے۔ کبر اور عجب کی آفت سے گناہ انسان کو بچائے رکھتا ہے۔ جب نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم 70 بار استغفار کرے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ گناہ سے توبہ وہی نہیں کرتا جو اس پر راضی ہو جاوے۔ اور جو گناہ کو گناہ جانتا ہے وہ آخر اسے چھوڑے گا‘‘۔

فرمایا:’’ حدیث میں آیا ہے کہ جب انسان بار بار رو کر اللہ سے بخشش چاہتا ہے تو آخر کار خدا کہہ دیتا ہے کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ اب تیرا جو جی چاہے سو کر۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل کو بدل دیا اور اب گناہ اسے بالطبع برا معلوم ہو گا جیسے بھیڑ کو میلا کھاتے دیکھ کر دوسرا حرص نہیں کرتا کہ وہ بھی کھاوے اسی طرح وہ انسان بھی گناہ نہ کرے گا جسے خدا نے بخش دیا ہے۔ مسلمانوں کو خنزیر کے گوشت سے بالطبع کراہت ہے۔ حالانکہ اور دوسرے ہزاروں کام کرتے ہیں جو حرام اور منع ہیں۔ تو اس میں حکمت یہی ہے کہ ایک نمونہ کراہت کا رکھ دیا ہے اور اسے سمجھا دیا ہے کہ اس طرح انسان کو گناہ سے نفرت ہو جاوے‘‘۔(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۔ جدید ایڈیشن)

پس اگر انسان کے دل میں گناہ سے نفرت ہو جائے اور پھر اصلاح کی طرف قدم بڑھنا شروع ہو جائے تو آہستہ آہستہ تمام برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اب بعض شکایات آتی ہیں بعض نوجوانوں میں اور بعض ایسی پختہ عمر کے لوگوں میں بھی کہ نظام جماعت سے تعاون نہیں ہے، تربیتی طور پر بہت کمزور ہیں، فلمیں گندی دیکھ رہے ہوتے ہیں گھروں میں بھی، ٹی وی کے ذریعے سے یا انٹرنیٹ کے ذریعے سے۔ تو جب تک ہم اپنے گھروں میں یہ احساس نہیں پیدا کریں گے اپنے بچوں میں بھی اور اپنے آپ میں بھی یہ احساس نہیں پیدا کریں گے اور جب تک ہمارے قول وفعل میں تضاد ہو گا اصلاح کی کوئی صورت نہیں نکل سکتی۔ بیعت کرنے کے بعد ہمارے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے دعوے بالکل کھوکھلے ہوں گے۔ ان گندے پروگراموں کو دیکھ کر اپنے اخلاقی اور روحانی نقصان کے علاوہ مالی نقصان بھی کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ اکثر ایسے پروگرام کچھ خرچ کرنے کے بعد ہی میسر آتے ہیں۔ تو ہماری توبہ واستغفار ایسی ہونی چاہئے کہ ہمارا ان باتوں کی طرف خیال ہی نہ جائے، توجہ ہی نہ ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:’’ انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی رہتی ہے۔ بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے اور قلب میں ایک انشراح پیدا ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھ جاتی ہے نمازوں میں لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی حالت ہو جاتی ہے۔ جب ایسی حالت ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درود شریف بہت پڑھے۔ نماز بھی بار بار پڑھے۔ قبض کے دور ہونے کا یہی علاج ہے‘‘۔(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۹۴۔ جدید ایڈیشن)

فرمایا کہ یہ روحانی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنی ہے، پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنی ہے تو مستقل مزاجی سے استغفار کرتے رہنا پڑے گا۔ نمازوں کی طرف توجہ ہونی چاہئے، نمازیں پڑھو، استغفار کرو تو اللہ تعالیٰ ایک وقت ایسا لائے گا کہ انسان اپنے اندر تبدیلی محسوس کرے گا۔

پھر ایک موقع پر آپؑ نے کسی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:’’ نماز اور استغفار دل کی غفلت کے عمدہ علاج ہیں نماز میں دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ! مجھ میں اور میرے گناہوں میں دوری ڈال۔ صدق سے انسان دعا کرتا رہے تو یہ یقینی بات ہے کہ کسی وقت منظور ہو جائے جلدی کرنی اچھی نہیں ہوتی۔ زمیندار ایک کھیت بوتا ہے تو اسی وقت نہیں کاٹ لیتا۔ بے صبری کرنے والا بے نصیب ہوتا ہے۔ نیک انسان کی یہ علامت ہے کہ وہ بے صبری نہیں کرتا۔ بے صبری کرنے والے بڑے بڑے بدنصیب دیکھے گئے ہیں۔ اگر ایک انسان کنواں کھودے اور بیس ہاتھ کھودے اور ایک ہاتھ رہ جائے تو اس وقت بے صبری سے چھوڑ دے تو اپنی ساری محنت کو برباد کرتا ہے اور اگر صبر سے ایک ہاتھ اور بھی کھود لے تو گوہر مقصود پا لیوے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ذوق اور شوق اور معرفت کی نعمت ہمیشہ دکھ کے بعد دیا کرتا ہے۔ اگر ہر ایک نعمت آسانی سے مل جائے تو اس کی قدر نہیں ہوا کرتی‘‘۔(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۵۲۔جدید ایڈیشن)۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ:’’مَیں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزولِ بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے۔ اور عذاب الٰہی سے ان کو بچا لیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو میں نَصْحًا لِلّٰہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو استغفار عذاب الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لئے سِپر کا کام دیتا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (سورۃ الانفال آیت نمبر:34)۔’’ یعنی اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ وہ مغفرت اور بخشش طلب کر رہے ہوں تو‘‘ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۳۴)

آج کل جو دنیا کی مشکلات ہیں اور ہر طرف ایک افراتفری پیدا ہو رہی ہے۔ ہر روز انسان اپنے اعمال کی وجہ سے شامت اعمال میں ہے، نیا فتنہ وفساد کھڑا ہو رہا ہے۔ نئی نئی مصیبتوں کے کھڑے ہونے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ ان میں ہم احمدیوں کو خاص طور پر دعاؤں اور استغفار کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ دنیا کو بچانے کے لئے احمدیوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اسے

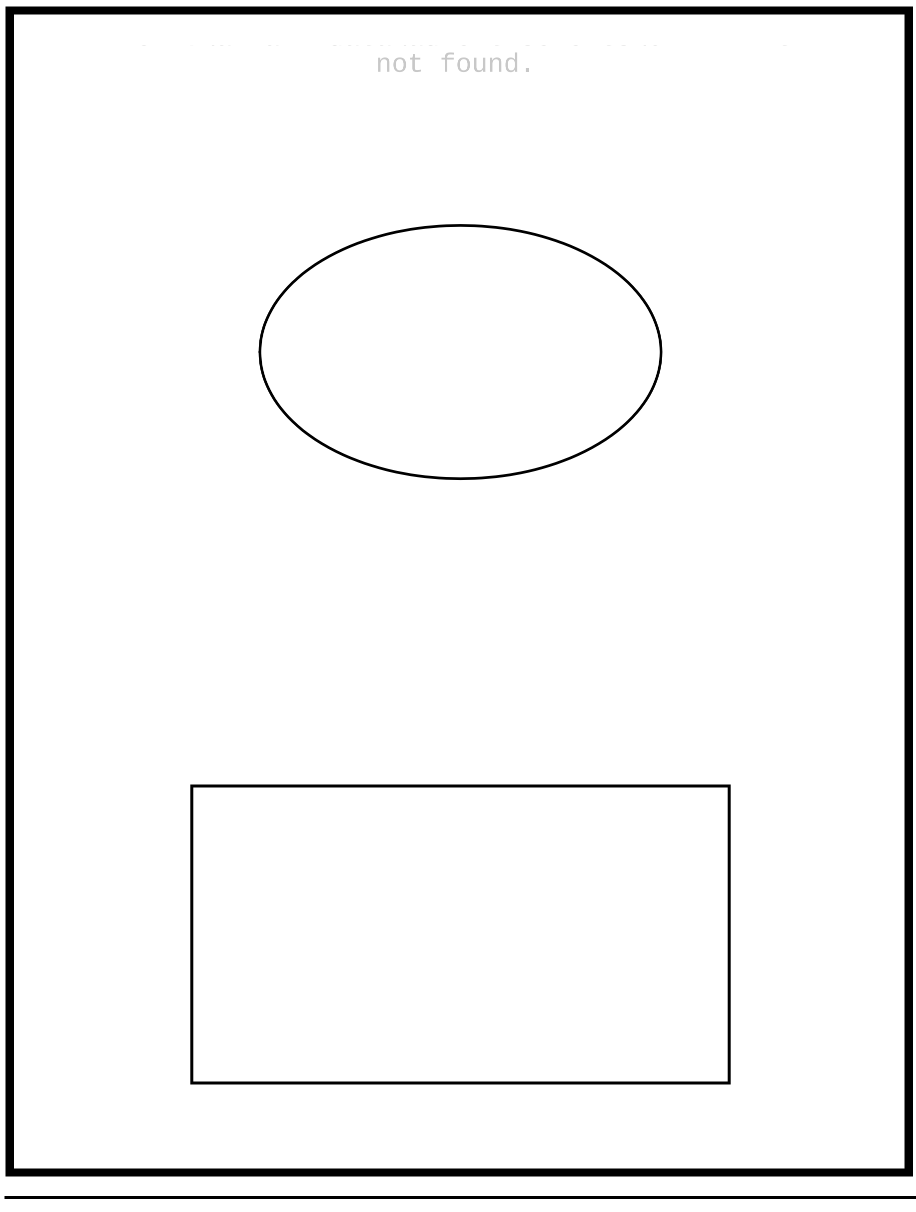

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

سمجھنے کی بھی توفیق دے اور اپنے لئے بہت دعائیں کرنے کی بھی توفیق دے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:" تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی بدیاں ان کو معاف کر دیتا ہے کسی کو یہ دھوکا نہ لگے کہ قرآن شریف میں یہ آیت بھی ہے کہ ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ (الزلزال:۹) یعنی جو شخص ایک ذرہ بھی شرارت کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا۔ پس یاد رہے کہ اس میں اور دوسری آیت میں کچھ تناقض نہیں کیونکہ اس شر سے وہ شر مراد ہے جس پر انسان اصرار کرے اور اس کے ارتکاب سے باز نہ آوے اور توبہ نہ کرے۔ اسی غرض سے اس جگہ شر کا لفظ استعمال کیا ہے نہ ذَنْب کا تا معلوم ہو کہ اس جگہ کوئی شرارت کا فعل مراد ہے جس سے شریر آدمی باز آنا نہیں چاہتا۔ ورنہ سارا قرآن شریف اس بارے میں بھرا پڑا ہے کہ ندامت اور توبہ اور ترک اصرار اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں بلکہ خداتعالیٰ توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے"۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳۔ صفحہ ۲۴)۔

فرمایا کہ اگر گناہ پر نادم ہو پریشان ہو، شرمندہ ہو، استغفار کرے تو اللہ اس کے برے نتائج سے بچا لیتا ہے لیکن گناہوں پر اصرار نہ ہو کبھی۔ اور اگر اصرار ہو گا اور احساس ختم ہو جائے گا تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اس آیت کے مطابق پھر انسان ضرور سزا پائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنے آگے جھکنے والا اور گناہوں سے بخشش طلب کرنے والا بناتا رہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:" توبہ ایک طرف (موت) کو چاہتی ہے جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے اور پھر نہیں مرتا۔ توبہ کے بعد انسان ایسا بن جاوے کہ گویا نئی زندگی پا کر دنیا میں آیا ہے۔ نہ اس کی وہ چال ہو نہ اس کی وہ زبان، نہ ہاتھ نہ پاؤں سارے کا سارا نیا وجود ہو جو کسی دوسرے کے تحت کام کرتا ہوا نظر آ جاوے۔ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ وہ نہیں یہ تو کوئی اور ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۴۶۔۱۴۷)

تو اس طرح اگر توبہ کی جائے اور اسی طرح توبہ کرنی چاہئے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر کبھی ضد نہیں کرنی چاہئے۔ بہن بھائیوں کے حقوق ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ چاہئے۔ پھر ہمسایوں کے حقوق ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ پھر معاشرے کے حقوق ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے اور ہر گند سے اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے اور معاشرے کے جتنے زہر ہیں، جتنی برائیاں ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے مثلاً یہ آج کل عام بیماری ہے اور سکول میں 15-16-17 سال تک کی عمر کے بچوں کو سگریٹ کی عادت ڈالی جاتی ہے اور پھر سگریٹ میں بعض نشہ آور چیزیں ملا کے اس کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ پھر وہ اپنے ساتھی لڑکوں کو عادت ڈالتے ہیں اس طرح یہ پھیلتی چلی جاتی ہے اور وہی سکول کے لڑکے ان کے ایجنٹ کے طور پر پھر کام کر رہے ہوتے ہیں۔ تو اس پر بھی ماں باپ کو نظر رکھنی چاہئے۔ کسی قسم کی معاشرے کی برائی کا اثر نہ ہم پر نہ ہمارے بچوں پر ظاہر ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ پھر فرماتے ہیں کہ:" خلاصہ کلام یہ کہ یقین جانو کہ توبہ میں بڑے بڑے ثمرات ہیں۔ یہ برکات کا سرچشمہ ہے۔ درحقیقت اولیاء و صلحاء یہی لوگ ہوتے ہیں جو توبہ کرتے اور پھر اس پر مضبوط ہو جاتے ہیں۔ وہ گناہ سے دور اور خدا کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ کامل توبہ کرنے والا شخص ہی ولی، قطب اور غوث کہلا سکتا ہے۔ اسی حالت میں وہ خدا کا محبوب بنتا ہے۔ اس کے بعد بلائیں اور مصائب جو انسان کے واسطے مقدر ہوتی ہیں ٹل جاتی ہیں"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۴۷)

پھر فرمایا:" پس اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہو گا لیکن جو شخص ظلم اور تعدّی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دی جاتی ہے، تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا۔ سو اپنے خدا کو جلد راضی کر لو اور قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے"۔ یہاں طاعون کی مثال دی "یعنی طاعون کے زور کا دن جس کی نبیوں نے خبر دی ہے"۔ اور آج بھی جو دنیا میں برائیاں پھیل رہی ہیں اس میں بھی ایک قسم کا طاعون ہی ہے جو ایڈز کی صورت میں دنیا میں پھیل رہا ہے۔ فرمایا کہ قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے جس کی نبیوں نے خبر دی ہے" تم خدا سے صلح کر لو وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم کی گداز کرنے والی توبہ سے 70 برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ ہمیشہ فضل بچاتا ہے، نہ اعمال۔ اے خدائے کریم و رحیم! ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔ (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۴)

کل انشاء اللہ تعالیٰ میں ایک سفر پر جا رہا ہوں، جرمنی، ہالینڈ وغیرہ کے اجتماعات اور جلسے ہیں۔ اس کے لئے بھی احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر طرح بابرکت فرمائے۔

❁❁ ❁ ❁❁

بقیہ: دورہ نائیجریا از صفحہ اول

سے ہدایات دیں۔ چار بجکر پینتیس منٹ پر حضور انور نے احمدیہ مسجد اوجوکورو میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ چار بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور نے اوجوکورو مسجد کے احاطہ میں ایک پودا لگایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد خدام اور اطفال نے حضور انور کی موجودگی میں کراٹے شو پیش کیا۔

پانچ بجے نائجیریا کے معلّمین کی میٹنگ مسجد احمدیہ اوجوکورو میں حضور انور کے ساتھ ہوئی۔ جس میں حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے زندگی اللہ کی خاطر وقف کی ہے، اللہ کا خوف دل میں رکھیں۔ کتب کا مطالعہ کریں اور وقف کے تقاضوں کو پورا کریں اور قناعت اختیار کریں۔ یہ میٹنگ چھ بجے تک جاری رہی۔ بعد میں حضور انور نے سب معلّمین کو شرف مصافحہ بخشا اور تصاویر اتاری گئیں۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ دفتر میں تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں ہوئیں جو سوا سات بجے شام تک جاری رہیں۔ سات بجکر تیس منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب و عشاء احمدیہ مسجد اوجوکورو میں جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادئیگی سے قبل حضور انور نے ڈیوٹی دینے والے خدام کو جن کی تعداد ۲۰۰ صد سے زائد تھی شرف مصافحہ بخشا۔

حضور انور کی لندن واپسی کی تیاری نمازوں کے بعد شروع ہو گئی تھی۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت، عہدیداران ہیڈ کوارٹر میں موجود تھے۔ بچے اور بچیاں الوداعی نغمات ترنّم کے ساتھ پڑھ رہے تھے اور فضا نعروں سے گونج رہی تھی۔ نو بجکر پانچ منٹ پر حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر آئے تو ہزاروں احباب، مرد و خواتین کی نظریں حضور انور کے مبارک چہرہ پر مرکوز ہو گئیں۔ یہ عشاق ان آخری لمحات میں سے کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔ حضور انور نے دعا کروائی اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہا۔ قافلہ پولیس، خدام کے اسکواڈ کے ہمراہ ائرپورٹ لیگوس کے لئے روانہ ہوا۔ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ احباب ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے پیارے امام کو رخصت کر رہے تھے۔ ان لوگوں میں خلافت سے محبت اور فدائیت ایسی تھی کہ گذشتہ دو دنوں سے مسجد اور مشن کے احاطہ میں ہی دھونی رما کر بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ نائیجیریا میں حضور انور کا قیام بہت مختصر تھا اس لئے یہ عشّاق اپنے پیارے آقا کے دیدار کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔ حضور انور جب بھی نمازوں کے لئے یا کسی پروگرام کی غرض سے اپنی رہائش گاہ سے یا دفتر سے باہر تشریف لاتے تو ان کے ہاتھ سلام کے لئے بلند ہو جاتے اور نعرے بلند کرتے۔ عورتیں اپنے بچوں کو ہاتھوں میں لئے ہوئے آگے بڑھاتیں تو حضور انور گزرتے ہوئے بچوں سے پیار کرتے۔ بعض بچے بھاگ کر حضور انور کے قریب آ جاتے۔ حضور انور ان سب بچوں سے پیار کرتے۔ اس کے بعد ان کی مائیں ان بچوں کو اپنے سینہ سے لگاتیں اور چومنا شروع کر دیتیں۔ قدم قدم پر اخلاص، محبت اور فدائیت کے یہ نظارے نظر آتے رہے۔

قافلہ نو بجکر پچپن منٹ پر ائرپورٹ پہنچا۔ حضور انور جونہی گاڑی سے اترے وہاں موجود احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ حضور انور ائرپورٹ کے اندر تشریف لے گئے۔ امیگریشن کے تمام انتظامات پہلے سے ہی مکمل ہو چکے تھے۔ امیر صاحب نائیجیریا اور مبلّغ انچارج عبدالخالق نیّر صاحب VIP لاؤنج تک حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ گئے۔

رات گیارہ بجکر پینتیس منٹ پر جہاز نائجیریا کی سرزمین سے فضا میں بلند ہوا۔ اتنی دیر تک احباب جماعت ائرپورٹ پر موجود رہے اور جہاز کے روانہ ہونے کے بعد واپس اپنے گھروں کی طرف گئے۔

برٹش ائرویز کی یہ فلائٹ ۱۴/اپریل بروز بدھ صبح پانچ بجکر پچیس منٹ پر لندن کے ہیتھرو ائرپورٹ پر اتری۔ امیگریشن اور سامان کے حصول کے بعد ۶:۳۰ بجے حضور انور ائرپورٹ سے باہر تشریف لائے۔ جہاں امیر صاحب یو۔کے کے ساتھ دیگر جماعتی عہدیداران نے حضور انور کو خوش آمدید کہا، مکرم آڈو صاحب (غانین احمدی دوست) نے حضور انور کے گلے میں سکارف پہنایا۔ صدر لجنہ اماء اللہ یو۔کے اور بعض ممبرات مجلس عاملہ لجنہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

اس کے بعد حضور انور ائرپورٹ سے مسجد بیت الفضل لندن کے لئے روانہ ہوئے۔ مسجد بیت الفضل لندن کو جھنڈیوں اور پھولوں سے خوب سجایا گیا تھا اور خوبصورت گیٹ بنائے گئے تھے۔ استقبالیہ بینرز لگائے ہوئے تھے۔ صبح ساڑھے سات بجے حضور انور مسجد فضل لندن پہنچے جہاں پر موجود احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ احباب جماعت صبح سے ہی مسجد فضل لندن میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ حضور انور کی آمد پر بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ نغمات پڑھے۔ اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ مسجد فضل لندن میں استقبال کی یہ تقریب MTA پر Live نشر کی گئی۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مغربی افریقہ کے اس پہلے سفر میں جن افراد کو حضور انور ایدہ اللہ کے قافلہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

(۱) مکرمہ بیگم صاحبہ حضور انور حضرت سیّدہ امتہ السبوح صاحبہ مدّ ظلّہا

(۲) مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، (۳) مکرم عبدالماجد صاحب طاہر (ایڈیشنل وکیل التبشیر)

(۴) مکرم بشیر احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، (۵) مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت)۔

آپ حضور انور کے دورہ کے سلسلہ میں غانا، بورکینا فاسو اور بینن میں بعض ضروری انتظامات کرنے کے لئے دو مارچ ۲۰۰۴ء کو گیارہ روز قبل لندن سے روانہ ہوئے تھے اور ۱۳ مارچ ۲۰۰۴ء حضور انور کے گھانا پہنچنے پر حضور انور کے ساتھ شریک قافلہ رہے۔

(۶) مکرم ناصر سعید صاحب (عملہ حفاظت)، (۷) مکرم سخاوت احمد باجوہ صاحب (عملہ حفاظت)

(۸) مکرم منیر عودہ صاحب، (۹) مکرم خالد کرامت صاحب، (۱۰) مکرم عمر سفیر صاحب

صحابہ کا عشق رسول ﷺ

(شبیر احمد ثاقب۔ ربوہ)

ہمارے سیّدو مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔یعنی ہم میں سے کوئی اس وقت تک حقیقی مومن نہیں جب تک مَیں اسے اس کے والدین اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

یہاں آنحضرت ﷺ کی محبت کو ایمان کے ساتھ کیوں باندھا گیا۔اس لئے کہ آپ صبغۃ اللہ کے مظہراتم تھے۔ ہر حسن آپ نے سمیٹا ہوا تھا۔حسن واحسان کے پیکر اور ایسی قوت جاذبہ اور اخلاق کریمہ آپ کو ودیعت کی گئی تھی کہ ہر سعید فطرت آپ کی طرف کھنچا آتا تھا۔

صحابہ کی محبت رسول کے نہایت پرلطف اور پرکیف نظارے ہیں ۔روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض صحابہ اپنی بصارت محض اس وجہ سے بہت عزیز رکھتے تھے کہ وہ ان آنکھوں سے آپؐ کا دیدار کرتے تھے۔ وہ اپنی نظر سے آپ کی محبت کی شراب پیتے تھے اور یہی فکر دامنگیر تھی کہ کہیں یہ جام چھلک نہ جائے۔

ایک صحابی کی آنکھیں جاتی رہیں ۔لوگ عیادت کو آئے تو وہ کہنے لگے ان آنکھوں کا مقصد تو رسول اللہ ﷺ کا دیدار تھا لیکن جب آپ کا وصال ہو گیا تو اب چاہے تبالہ کی ہرنیاں اندھی ہو جائیں اور میری بینائی لوٹ آئے تب بھی مجھے پسند نہیں۔

(الادب المفرد لامام بخاریؒ۔ باب العیادۃ من الرمد)

❁❁❁❁❁

یوں لگتا تھا جیسے صحابہ کا ہر شوق ، ہر خدمت رسول اللہ ﷺ کے گرد گھومتی تھی۔ایک دفعہ آپؐ نے حضرت عمرو بن العاص سے فرمایا کہ مَیں تمہیں ایک مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں ۔اللہ تعالیٰ تمہیں مال غنیمت دے گا۔انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ !مَیں مال کی خاطر مسلمان نہیں ہوا،مَیں تو اس لئے مسلمان ہوا ہوں کہ آپؐ کا فیض صحبت حاصل ہو۔

(الادب المفرد ۔باب المال الصالح للمرء الصالح)

❁❁❁❁❁

سچی محبت اور اخلاص ایک دوسرے کا راز دار بنا دیتی ہے۔ ایسے ہی ایک موقع کا ذکر کرتے ہوئے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں لڑکوں میں کھیل رہا تھا ۔رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے ، السلام علیکم کہا اور مجھے ایک خاص کام کے لئے بھیجا۔ جس کی وجہ سے مَیں اپنی والدہ کے پاس دیر سے پہنچا۔ میری والدہ نے دریافت کیا کہ آج دیر کیوں کی ۔مَیں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک خاص کام پر بھیجا تھا ۔میری والدہ نے پوچھا وہ خاص کام کیا تھا۔مَیں نے کہا وہ تو رسول اللہ ﷺ کا ایک راز تھا۔اس پر میری والدہ نے کہا ٹھیک ہے بیٹا اگر رسول اللہ ﷺ کا راز ہے تو پھر مجھے بھی نہ بتاؤ۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ ۔ باب من فضائل انس بن مالکؓ) ❁❁❁❁❁

آپؐ جب کبھی کسی غزوہ پر تشریف لے جاتے تو صحابیات آپؐ کی سلامتی اور زندگی کے لئے دعا مانگتیں ،نذریں مانتیں ۔ایک دفعہ ایک صحابیہ نے جن کا نام جاریہ تھا کہا: یارسول اللہ !مَیں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح وسالم واپس لائے گا تو آپؐ کے سامنے دف بجا بجا کر گاؤں گی۔ (ترمذی ۔ابواب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب)

❁❁❁❁❁

محبت کے اظہار کے بھی مختلف موقعے ہوتے ہیں ۔ان میں سے ایک یہ کہ انسان پیاروں کی خوشی میں خوش ہوتا ہے ۔ اور ان کی خوشی کو اپنی خوشی بنا لیتا ہے۔حضرت عمر بن جموحؓ ایک مالدار اور صاحب حیثیت آدمی تھے اور آنحضرت ﷺ سے بہت ہی اخلاص اور محبت کا تعلق رکھتے تھے۔اس کی ایک صورت انہوں نے یہ اختیار کی کہ آپؐ جب بھی شادی کرتے تو وہ آپؐ کی طرف سے دعوت ولیمہ کرتے تھے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۹۶ ۔تذکرہ عمرو بن جموحؓ)

❁❁❁❁❁

ایک دفعہ ایک صحابی نے آپ سے محبت کا عجیب انداز اختیار کیا۔اس طرح آپ سے ملے جیسے بچہ اپنی ماں سے ملتا ہے۔انہوں نے جوش محبت میں آپ کی قمیص الٹ دی۔ اس کے اندر گھس گئے ۔آپؐ کو چوما اور آپؐ سے لپٹ گئے۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب مالایجوز منعہ)

❁❁❁❁❁

اسی طرح اپنے انداز میں حضرت اُسیدؓ بن حُضیر نے کیا۔ وہ شگفتہ مزاج آدمی تھے۔ایک روز ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے کہ آپؐ نے ان کے پہلو میں چھڑی چبھوئی ۔اسید بن حضیر نے کہا یارسول اللہ !مَیں آپؐ سے بدلہ لینا چاہتا ہوں۔آپؐ نے فرمایا: ٹھیک ہے، لے لو۔عرض کیا آپؐ کے بدن پر قمیص ہے جبکہ میرے بدن پر قمیص نہ تھی۔آپؐ نے قمیص اٹھا دی۔ قمیص کا اٹھانا تھا کہ وہ آپؐ سے لپٹ گئے ،آپؐ کو چومنے لگے اور کہا یارسول اللہ! یہی میری مراد تھی جو مَیں نے پوری کر لی ہے۔

(ابوداؤد ۔کتاب الادب ۔باب فی قبلۃ الجسد)

❁❁❁❁❁

حضرت زاہرؓ ایک بدوی صحابی تھے جو رسول اللہ ﷺ سے بے حد محبت رکھتے تھے۔آپؐ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔آپؐ بھی زاہرؓ سے بہت محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ آپؐ فرماتے تھے زاہر ہمارے بدوی ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں۔ایک دن وہ اپنا سودا فروخت کر رہے تھے۔آپؐ نے پیچھے سے آکر ان کی آنکھیں موندھ لیں۔ آپؐ نے فرمایا: ’’بوجھو مَیں کون ہوں؟‘‘۔زاہر سے زیادہ کون جانتا تھا کہ یہ کون ہو سکتا ہے۔ایسی محبت اور بے تکلفی اور شفقت زاہر کے ساتھ بجز سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کون ان سے کر سکتا تھا۔ وہ محبت اور برکت کے اسی فیض سے اپنے جسم کا انگ انگ بھر لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ زاہر اپنا جسم اپنے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک سے رگڑنے لگے کہ یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے۔

❁❁❁❁❁

ایک دفعہ آپؐ نے دودھ پی کر حضرت ام ہانی کو عنایت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا اگرچہ مَیں نے روزہ رکھا ہوا ہے مگر آپؐ کا تبرک واپس کرنا مجھے گوارا نہیں۔ یہ کہہ کر اپنے نفلی روزہ کو افطار کر دیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۴۳)

ایک دفعہ آپؐ نے وضو کیا اس برتن میں کچھ پانی بچ گیا۔ اسے صحابہ لے کر اپنے جسموں پر مل کر برکت لینے لگے۔(بخاری کتاب الوضوء باب استعمال فضل وضوء الناس)

❁❁❁❁❁

ایک بار آپ سر منڈوا رہے تھے ۔صحابہ کرام نے چاروں طرف پروانوں کی طرح آپؐ کو گھیر لیا۔ حجام سر مونڈھتا جاتا تھا۔صحابہ بالوں کو زمین پر نہ پڑنے دیتے بلکہ اوپر سے ہی اچک لیتے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی و تبرکھم بہ)

❁❁❁❁❁

ایک بار آپؐ نے حضرت ابو محذورہ کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔اس کے بعد ابو محذورہ نے عمر بھر سر کے اس حصہ کے بال نہیں کٹوائے ، نہ مانگ نکالی۔(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

❁❁❁❁❁

مقدس وجود سے محبت کے بھی اپنے ہی رنگ ہوتے ہیں ۔ ایک بار آنحضرتؐ حضرت سعدؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر سلام کیا۔سعد نے آہستہ سے جواب دیا۔ان کے بیٹے نے کہا آپ حضرت رسول اللہ ﷺ کو اذن نہیں دے رہے؟ کہنے لگے تم چپ رہو۔آپؐ نے دوبارہ سلام کیا۔ پھر اسی قسم کا جواب دیا۔آپؐ نے تیسری بار سلام کیا اور جواب نہ پا کر واپس چلے گئے تو حضرت سعد دوڑ کر پیچھے سے آپؐ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مَیں آپؐ کا سلام سنتا تھا لیکن جواب اس لئے آہستہ دیتا تھا کہ مَیں آپ کی طرف سے سلامتی کی دعا بار بار لینے کا متمنی تھا۔(ابوداؤد کتاب الادب باب کم مرۃ یسلّم الرجل فی الاستیذان)

❁❁❁❁❁

آنحضرت ﷺ حضرت انسؓ کے گھر تشریف لاتے تو ان کی والدہ آپؐ کے پسینے کو ایک شیشی میں بھر کر خوشبو میں ملا دیتی تھیں۔ یہ متبرک خوشبو اس خاندان میں بڑے اہتمام سے محفوظ رکھی گئی ۔چنانچہ جب حضرت انسؓ کی وفات ہوئی تو یہی خوشبو ان کے کفن پر لگائی گئی۔

(بخاری کتاب الاستیذان باب من زار قوماً فقال عندھم)

❁❁❁❁❁

غزوۂ خیبر میں آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ایک صحابیہ کو ہار پہنایا۔ وہ اس ہار کو اس قدر محبت سے رکھتیں کہ اس ہار کو عمر بھر اپنے گلے سے نہ اتارا اور وفات کے وقت یہ وصیت کی کہ اس ہار کو میرے ساتھ ہی دفن کیا جائے۔ لاریب یہ محض ایک ہار نہ تھا بلکہ محبت رسول کا وہ زیور تھا جس سے وہ اپنے لئے اس دنیا میں بھی زینت اور خوبصورتی اختیار کرتی تھیں اور عالم آخرت میں بھی عشق رسول کے اس زیور سے اپنے آپ کو آراستہ رکھنا چاہتی تھیں۔

❁❁❁❁❁

حضرت امیر معاویہؓ کے پاس آنحضرت ﷺ کی ایک قمیص ، ایک تہ بند، ایک چادر اور کچھ موئے مبارک تھے۔ حضرت امیر معاویہ نے اپنی وفات سے پہلے وصیت کی کہ یہ کپڑے میرے لئے بطور کفن استعمال کئے جائیں اور موئے مباک (روئی کی جگہ) میرے منہ اور ناک میں بھر دئے جائیں۔(نزھۃ الابرار تذکرہ حضرت امیر معاویہ)

❁❁❁❁❁

آنحضرت ﷺ ایک دفعہ حضرت ام سلیم کے گھر تشریف لائے ۔گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔آپؐ نے اس مشکیزے کو منہ لگا کر پانی پیا۔حضرت ام سلیم نے اسی مشکیزے کا وہ حصہ جہاں آنحضرتؐ کے لب مبارک لگے تھے کاٹ کر اس تبرک کو اپنے پاس محفوظ کر لیا۔(طبقات ابن سعد تذکرہ ام سلیم)

❁❁❁❁❁

نہ صرف چیزوں کو بلکہ ان مقامات کو بھی صحابہ بڑے شوق اور محبت سے دیکھتے جہاں حضور اکرمؐ کے مبارک قدم پڑے ہوتے اور ان کی زیارت میں دوسروں کو بھی شریک کرتے ۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع کو مسجد میں وہ جگہ دکھائی جہاں آپؐ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الصوم باب ان یکون الاعتکاف)

❁❁❁❁❁

حَبِیْبٌ اِلٰی قَلْبِیْ حَبِیْبُ حَبِیْبِیْ

محبت کا یہ سلسلہ تو ایک جاری چشمے کی طرح تھا۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ حضرت خدیجہ کے پہلے خاوند کے بیٹے تھے لیکن انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دامن عاطفت میں ہی پرورش پائی۔ان کے بیٹے کا

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات ، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ ، اچکن ، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail-BELAboutique@aol.com

مؤخرالذکر تین افراد MTA ٹیم لندن کے ممبران ہیں۔ یہ لندن سے اکرا (غانا) کے لئے ۱۰/اپریل ۲۰۰۶ء کو روانہ ہوئے اور سارے دورہ افریقہ میں انہوں نے حضور انور کے دورہ کو MTA کے لئے ریکارڈ کیا اور بعض پروگرام وہاں سے Live نشر کرنے کے سلسلہ میں بہت محنت اور کوشش کی۔

(۱۱) قافلہ کے دو ممبرز مکرم ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال آسوکورے غانا اور ان کی اہلیہ محترمہ بی بی امتہ الرؤف صاحبہ (جو حضرت بیگم صاحبہ مدظلّہا کی چھوٹی ہمشیرہ ہیں) پروگرام کے مطابق غانا سے قافلہ میں شامل ہوئے اور بورکینا فاسو، بینن اور نائجیریا کے دورہ میں آخر وقت تک قافلہ کے ساتھ رہے۔

غانا میں مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت غانا کے علاوہ مکرم K.Tahir Hammond صاحب ڈپٹی منسٹر فار انرجی۔ غانا کے تمام دورہ میں قافلہ کے ساتھ رہے اور غانا سے جو قافلہ حضور انور کو واگادوگو (بورکینا فاسو) تک چھوڑنے آیا تھا اس میں شمولیت کی بھی آپ کو سعادت حاصل ہوئی۔

❁❁❁...... ❁ ......❁❁❁

جماعت احمدیہ پرتگال کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

(رپورٹ: سید سہیل احمد شاہ۔ سیکرٹری اشاعت)

❁...... جماعت احمدیہ پرتگال کے زیر اہتمام مورخہ ۲۶/مارچ ۲۰۰۶ء بروز جمعۃ المبارک جلسہ یوم مسیح موعودؑ منایا گیا۔ یہ جلسہ احمدیہ مشن ہاؤس میں بعد نماز جمعہ ٹھیک چار بجے مکرم سید عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ سپین کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم الحاج خالد محمود صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے بعنوان "ظہور امام مہدی" تقریر کی۔ جلسہ کی آخری تقریر مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ پرتگال نے بعنوان "مسیح اور مہدی کی بعثت کی غرض" پر کی۔ مکرم سید عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ سپین نے سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں قرآن کریم، احادیث نبوی اور مختلف مذاہب کے بزرگان کی پیشگوئیوں کا بھی ذکر کیا۔ آخر پر موصوف نے احباب جماعت کو خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہنے اور حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھتے رہنے کی تلقین کی۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ برخاست ہوا۔

❁...... مورخہ ۲۸/مارچ کو ہماری تعلیمی و تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ یہ کلاس احمدیہ مشن ہاؤس Oeiras میں منعقد ہوئی جس میں ۷ نومبائعین شامل ہوئے۔

❁...... مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب صدر جماعت کی زیر ہدایت تبلیغی فولڈرز کی تقسیم کے لئے دو ٹیمیں بنائی گئیں۔ ماہ مارچ میں دونوں ٹیموں کی رپورٹ کے مطابق 'لزبن' (Lisbon) کے علاقہ Benifica اور Carnaxide میں دس ہزار کی تعداد میں فولڈرز گھروں میں ڈالے گئے۔

اسی طرح مورخہ ۱۱/اپریل بروز اتوار Almada کے علاقہ میں فولڈر 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' پانچ ہزار کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ کوششوں کے نیک ثمرات عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

بقیہ: صحابہ کا عشق رسولؐ

از صفحہ نمبر ۱۱

بصرہ میں انتقال ہوا تو ان کے جنازے کے ساتھ بہت کم لوگ تھے۔ طاعون کی وبا تھی، لوگ اپنے اپنے مُردوں کی تدفین میں مصروف تھے۔ ان کے جنازے کی یہ کسمپرسی کی حالت دیکھ کر ایک عورت نے پکارا۔ واھند بن ھنداہ وابن ربیب رسول اللہ۔ اے ہند بن ہنداہ، جو رسول اللہ کے ربیب کا بیٹا ہے۔ یہ آواز جب مسلمانوں کے کانوں میں پڑی تو وہ اپنے مردے چھوڑ کر ان کے جنازے میں شریک ہو گئے۔

(الاستیعاب تذکرہ ہند بن ابی ہالہ)

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے حضرت اسامہ بن زید کا وظیفہ زیادہ مقرر فرمایا تو حضرت عبداللہ نے اس کی وجہ پوچھی کہ اسامہ کو کیوں مجھ پر ترجیح دی گئی ہے، وہ تو کسی غزوہ میں مجھ سے آگے نہیں رہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"اس کا باپ تمہارے باپ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو پیارا تھا اور وہ تمہارے مقابل رسول اللہ ﷺ کو زیادہ پیارا ہے۔ اس لئے باوجودیکہ تم میرے بیٹے ہو میں نے اپنی محبت پر رسول اللہ ﷺ کی محبت کو ترجیح دی۔ اس لئے تمہارا وظیفہ تین ہزار اور اسامہ کا ساڑھے تین ہزار مقرر کیا ہے"۔

(ترمذی۔ ابواب المناقب۔مناقب زید بن حارثہ)

❁❁❁❁❁

ایک دن حضرت ابوہریرہؓ حضرت حسن سے ملے اور کہا پیٹ سے ذرا کپڑا اٹھایئے۔ جہاں رسول اللہ ﷺ بوسہ دیا کرتے تھے، میں اس جگہ کو چومنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت حسن نے کپڑا اٹھایا تو حضرت ابوہریرہؓ وہ جگہ چومنے لگے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۲۷)

❁❁❁❁❁

حضرت انسؓ سے جو انصار میں سے تھے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ جریر بن عبداللہ کے ساتھ سفر میں تھا۔ وہ سفر بھر میری خدمت کرتے گئے۔ میں ان کو روکتا تھا تو انہوں نے کہا کہ میں اس لئے تیری خدمت کرتا ہوں کیونکہ تو انصار میں سے ہے۔ میں نے انصار کو دیکھا تھا کہ انہوں نے حضرت رسول مقبول ﷺ کی ایسی خدمت کی کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب کبھی انصار میں سے کوئی شخص میرے ہمراہ ہوگا، میں ضرور ہی اس کی خدمت کروں گا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فی حسن صحبۃ الانصار)

❁❁❁❁❁

آنحضرت ﷺ کے وصال کے کچھ دن بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ اکٹھے جا رہے تھے کہ سامنے حضرت حسنؓ کو کھیلتے دیکھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت حسنؓ کو اٹھا لیا، ان کو پیار کیا، ان کو کندھے پر بٹھا لیا اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

وَابِاَبِی شِبْہَ النَّبِیؐ لَیْسَ شِبْہًا بِالْعَلِی

میرا باپ تم پر قربان ہو۔ تم نبیؐ کے کتنے ہمشکل اور مشابہ ہو۔ علی سے تو تمہاری شکل نہیں ملتی۔

حضرت علیؓ بھی یہ سن کر ہنسنے لگے۔

(ترمذی ابواب المناقب ۔مناقب الحسن والحسین)

❁❁❁❁❁

کہتے ہیں محبت چھپ نہیں سکتی۔ انسان چاہے کچھ کر لے مگر ضبط کے بندھن ٹوٹ جایا کرتے ہیں اور بے اختیار محبت ٹپکنے لگتی ہے۔ یہی کیفیت صحابہؓ کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب آپؐ کا ذکر کرتے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ۔تذکرہ عبداللہ بن عمرؓ)

❁❁❁❁❁

آپؐ کے اہل بیت سے محبت

پیارے کی ہر چیز پیاری لگتی ہے۔ صحابہ نہ صرف آپ کی ذات سے بے انتہا محبت رکھتے تھے بلکہ اس محبت کا دامن آنحضور ﷺ کے خاندان تک ممتد تھا۔ آپؐ کے اہل بیت سے بھی صحابہؓ کو بہت محبت تھی۔

ایک دفعہ ایک عراقی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ مچھر کا خون جو کپڑے پر لگ جائے اس کا کیا حکم ہے۔ آپؓ نے فرمایا: ان کو دیکھو انہوں نے نواسۂ رسول کو تو شہید کر ڈالا اور مچھر کے خون کا سوال کرتے ہیں۔

(ترمذی ۔ابواب المناقب ۔مناقب حسنؓ و حسینؓ)

❁❁❁❁❁

آپؐ کے وصال کے بعد صحابہ کو جب آپ کا وقت یاد آتا تو بے اختیار رونے لگتے۔ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ کے سامنے چپاتیاں آئیں تو دیکھ کر رو پڑے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسی چپاتیاں استعمال نہیں فرمائیں۔

(سنن ابن ماجہ ۔کتاب الاطعمہ باب الرقاق)

❁❁❁❁❁

ایک دن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہنے لگے جمعرات کا دن، جمعرات کا دن کس قدر سخت تھا۔ اس کے بعد اس قدر روئے کہ زمین کی کنکریاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے پوچھا جمعرات کا دن کیا؟ کہا: اسی دن تو رسول اللہ ﷺ کی آخری بیماری میں شدت آئی تھی۔

(مسلم کتاب الوصیۃ باب ترک الوصیۃ)

❁❁❁❁❁

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کو آپؐ کی یاد تڑپاتی تو وہ اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے آپؐ کے مزار پر حاضر ہوتے۔ ایک بار حضرت ابوایوب انصاریؓ اس کیفیت میں آپؐ کے روضۂ مبارک پر آئے۔ محبت اور وارفتگی کی کیفیات میں کچھ ایسے کھوئے ہوئے تھے کہ اپنا رخسار آپؐ کے مزار پر رکھ دیا۔ مروان نے یہ دیکھا تو سمجھے کہ شاید یہ وہی پوجا پاٹ کی طرف میلان ہے۔ اس لئے نسبتاً سختی کے لہجے میں کہا: یہ کیا کر رہے ہو۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے جواب دیا: میں اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں، میں تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل ۔جلد نمبر ۵ صفحہ ۴۲۲)

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁

حُسن واحسان والے کا خُلق

(تحریر: حضرت مولوی محمد الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ)

۱۹۰۱ء میں سخت بیمار ہوگیا۔ ایک سال سے زائد عرصہ تک مجھے ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کرنا پڑا۔ لیکن مجھے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ان دنوں مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ مجھے میرے مکرم و معظم ومحسن بزرگ منشی تاج الدین صاحب پنشنر اکاؤنٹنٹ نے قادیان آنے کا مشورہ دیا۔ مجھے سٹیشن پر آ کر گاڑی میں خود سوار کر کے گئے۔ مَیں قادیان پہنچا اور پہلے پہل مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کو جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ میری طبیعت نے فیصلہ کرلیا کہ یہ منہ تو جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔ بعد میں حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیماری کا حال سنایا۔ آپ نے میرا ناسور دیکھ کر حیرانگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اس کا رخ دل کی طرف ہوگیا ہے۔ مجھے فرمایا کہ اس کے لئے دوا کی نسبت دعا کی ضرورت زیادہ ہے۔ مجھے بتلایا کہ مسجد مبارک میں ایک خاص جگہ بیٹھنا۔ مَیں خود تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاؤں گا اور تمہارے متعلق دعا کے لئے عرض کروں گا۔

مَیں اس دریچہ کے پاس بیٹھ گیا جہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب بڑھے اور مجھے پکڑ کر حضرت صاحب کے سامنے کردیا۔ میرے مرض کے متعلق صرف اتنا کہا کہ بہت خطرناک ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ ہمدردی سے بھرا ہوا تھا۔ مجھ سے حضور نے دریافت کیا کہ یہ تکلیف کب سے ہے۔ مَیں تیرہ ماہ سے اس دکھ میں مبتلا تھا۔ لوگ آرام کی نیند سویا کرتے تھے لیکن مجھے درد چین نہیں لینے دیتی تھی۔ اس لئے مَیں اپنے مکان کے بالاخانہ پر ٹہلا کرتا تھا۔ اور میرے اردگرد سونے والے خواب راحت میں پڑے ہوتے تھے۔ مَیں نے مہینوں راتیں رو رو کر اور ٹہل کر کاٹی ہوئی تھیں۔ حضرت کے ان ہمدردانہ ومحبت آمیز کلمات نے چشم پُرآب کردیا۔ شکل تو دیکھ چکا تھا۔ اتنے بڑے انسان کا مجھ ناچیز کو "آپ" کے لفظ محبت آمیز وکمال ہمدردانہ لہجہ میں مخاطب کرنا ایک بجلی کا اثر رکھتا تھا۔ مَیں اپنی بساط کو جانتا تھا۔ میری حالت یہ تھی، محض ایک لڑکا میلے اور پرانی وضع کے کپڑے، چھوٹی قوم کا آدمی میرے منہ سے لفظ نہ نکلا سوائے اس کے کہ آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت نے یہ حالت دیکھ کر سوال نہ دھرایا۔

مجھے کہا کہ "مَیں تمہارے لئے دعا کروں گا فکر مت کرو۔ انشاء اللہ اچھے ہوجاؤ گے"۔ مجھے اس وقت اطمینان ہوگیا کہ اب اچھا ہوجاؤں گا۔ پھر مَیں حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں آیا تو صرف آپ نے ذرہ بھر خوراک جُدوار کی میرے لئے تجویز فرمائی۔ اور اتنی مقدار مجھے کہا کہ پتھر پر گھس کر اس ناسور پر لگا دیا کروں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مجھے افاقہ ہوگیا اور ایک مہینہ میں مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا ہوگیا۔

یہ پہلا واقعہ ہے کہ مجھے حضرت سے ملنے کا اتفاق ہوا اور میری خوش قسمتی مجھے بیمار کر کے قادیان لے آئی۔ چنانچہ مَیں نے وطن کو خیر باد کہہ کر قادیان میں رہائش اختیار کرلی۔ اس کے بعد میری شامت اعمال مجھ پر پھر سوار ہوئی۔ حضرت نے لکھا کہ جو شخص سچے دل اور پورے اخلاص کے ساتھ تقویٰ کی راہ پر قدم مارتا ہے اور آپ کا سچا مرید ہے اس کو طاعون نہ چھوئے گی۔ لیکن مَیں ہی نابکار نکلا جو احمدیوں میں سے طاعون میں مبتلا ہوا۔ حالانکہ ہندوؤں اور غیر احمدیوں میں سے پچیس پچیس آدمی بھی روز مرے لیکن باوجود اس امر کے کہ میرا وجود بدنام کنندہ نکو نامے چند تھا۔ تاہم حضرت کی خدمت میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ اس کا باپ بھی اس کو لینے آیا تھا لیکن اس نے قادیان چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ حضرت نے باوجود اس سخت کمزوری کے میرے لئے دعا کی اور دوا بھی خود ہی تجویز فرمائی۔ چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ حضور خود کمال مہربانی سے اپنے ہاتھوں روزانہ دوائی تیار کر کے بھیجتے۔ اور دوتین وقت روزانہ میری خبر منگواتے۔ یہ کمال شفقت ایک گمنام شخص کے لئے جو نہ دنیوی اور دینی لیاقت رکھتا، نہ کوئی دینی یا دنیوی وجاہت، ایک ادنیٰ اور ذلیل خادموں میں سے تھا۔ میرا ایمان ہے کہ مَیں آپ کی دعاؤں سے ہی بچ گیا ورنہ جن دنوں مَیں بیمار ہوا اس وقت طاعونی مادہ ایسا زہریلا تھا کہ شاذ ہی لوگ بچتے تھے۔ میرے لئے یہ اخلاق کریمانہ قولی اور فعلی ایسے تھے کہ نقش کالحجر۔ مجھے یہ محبت وشفقت اپنے گھر میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی۔ اس لئے مَیں تو گرویدہ حسن واحسان ہوگیا"۔

(الحکم قادیان مورخہ ۲۱/نومبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۳-۴)

❀❀❀❀

سوانح فضل عمر (جلد پنجم)

نام کتاب: سوانح فضل عمر۔ جلد پنجم
مؤلف: عبدالباسط شاہد
ناشر: فضل عمر فاؤنڈیشن
سن اشاعت: مارچ ۲۰۰۴ء
تعداد صفحات: ۵۶۷

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذات والا صفات کے سیرت و سوانح کی تالیف و اشاعت کا کام فضل عمر فاؤنڈیشن کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ اس غیر معمولی فریضہ کی ادائیگی مسند خلافت پر متمکن ہونے سے قبل تک سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب فرما رہے تھے۔ اور سوانح فضل عمر کی جلد اوّل اور دوم آپ ہی کی تالیف کردہ ہیں۔ اس کے بعد سے یہ کام مکرم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب کے سپرد ہوا۔ جلد سوم، چہارم اور پنجم کی تالیف کی سعادت ان کے حصہ میں آئی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب سوانح فضل عمر کی جلد پنجم ہے۔ جو کہ سیّدنا حضرت فضل عمر المصلح الموعودؓ کی سیرت مبارکہ پر مشتمل کتاب ہے۔ قبل ازیں جلدات آپ کے سوانح اور کارناموں پر مشتمل ہیں جب کہ جلد پنجم میں آپ کی سیرت مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے اور سیرت کی چند جھلکیاں دکھائی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو پسر موعود کی پیشگوئی میں آنے والے موعود بیٹے کی سیرت کا نقشہ قبل از خلافت ہی بیان کردیا تھا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مندرج پیشگوئی میں ایک ایسے عظیم الشان بیٹے کی خبر دی گئی جس نے صاحب شکوہ اور عظمت ہونا تھا۔ جس نے اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو پاک کرنا تھا۔ اسے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جانا تھا۔ ذہانت وفطانت اور حلیمی عطا کی جانی تھی۔ اس نے اسیروں کی رستگاری کرنی تھی اور کلام اللہ کے مرتبہ کو لوگوں پر ظاہر کرنا تھا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پانی تھی۔

الٰہی نوشتوں کے مطابق پسر موعود کی ولادت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ مسیح موعودؑ کی مقبول دعاؤں کے زیر سایہ حضرت اماں جان کی پاکیزہ اور بابرکت آغوش میں یہ موعود بیٹا پروان چڑھا اور عین جوانی میں صرف ۲۵ سال کی عمر میں خلعت خلافت سے سرفراز کیا گیا۔ آپ کا باون سالہ دور خلافت پسر موعود کی پیشگوئی میں موجود صفات کا جلیل القدر اظہار تھا۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سیرت مبارکہ کا بیان اور اس کا احاطہ کار سہل نہیں ہے۔ جلد ھٰذا میں آپ کی سیرت کی بعض جھلکیاں دکھائی گئی ہیں۔ سیرت کے موضوعات میں محبت الٰہی، عشق رسولؐ، قبولیت دعا، خدمت خلق، مخالفین سے حسن سلوک، دعوت الی اللہ، مہمان نوازی، محنت کی عادت، اولوالعزم اور عظیم شخصیت اور آپ کی عائلی زندگی شامل ہیں۔

سوانح فضل عمر کی جلد پنجم خوبصورت سیاہ جلد میں طبع ہو کر منظر عام پر آئی ہے۔ ٹائیٹل پر سنہری حروف میں نام لکھا گیا ہے۔ اعلیٰ سفید کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔ کتاب میں سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کی تصویری جھلکیاں بھی دی گئی ہیں جو نادر و نایاب ہیں۔ یہ تصاویر آپ کے مختلف ملکی وغیر ملکی دورہ جات کے بارہ میں بھی معلومات فراہم کرتی ہیں آپ کی تصاویر میں دو رنگین فوٹو بھی شامل ہیں جو ۱۹۵۵ء میں لندن میں اتاری گئی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے تحریری نمونہ کا عکس بھی آرٹ پیپر پر شائع کیا گیا ہے جو کتاب کی زینت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے کثیر اولاد سے نوازا۔ عائلی زندگی کے باب میں آپ کی ازواج اور اولاد کا تعارف بھی دیا گیا ہے۔ نیز آپ کے تمام بیٹوں اور دامادوں کی تصاویر بھی شامل اشاعت ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ خدا تعالیٰ کا ایک نشان تھے۔ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کئی وعدے پورے کئے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا اظہار کیا۔ آپ کی ذات اوصاف جمیلہ اور اخلاق عالیہ کا مجموعہ تھی۔ آپ ایک فرد نہ تھے بلکہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ آپ کی سیرت وسوانح کا مطالعہ ہمارے لئے اور ہماری آئندہ نسلوں کے لئے روشنی کا مینار ہے جس کے ذریعہ ہم اپنی منزل حاصل کرسکتے ہیں۔ فضل عمر فاؤنڈیشن سوانح فضل عمر کی جلد پنجم کی اشاعت پر مبارکباد کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعی جمیلہ کو ثمر آور کرے آمین۔ (ایم ایم، طاہر)

❀❀❀❀

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ۔

(مینجر)

چندہ جلسہ سالانہ

حصہ آمد اور چندہ عام ادا کرنے والے احباب اپنی سالانہ آمد کا 1/120 (ایک سوبیسواں) حصہ یا ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ چندہ جلسہ سالانہ کی صورت میں ادا کرتے ہیں۔ اگر کسی دوست نے چندہ عام میں رعایت شرح حاصل کی ہو تو چندہ جلسہ سالانہ میں بھی اسی تناسب سے رعایت متصور ہوگی۔ اس کے لئے الگ درخواست دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔

چندہ عام کا چھ ماہ سے زائد کا بقایا دار شمار ہوتا ہے لیکن چندہ جلسہ سالانہ کا ایک سال سے زائد کا بقایا دار شمار ہوتا ہے۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

نفع یا نقصان

(آصف محمود باسط)

پاکستان بھر میں پڑھائے جانے والے تعلیمی نصاب میں ایک مضمون معاشرتی علوم ہے۔ یہ مضمون بہت ابتدائی جماعتوں ہی سے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ بچے ثانوی سکول میں پہنچتے ہیں تو بھی یہ مضمون پڑھتے ہیں۔اس فرق کے ساتھ کہ اس کا نام مطالعہ پاکستان رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر پاکستان کا یہ مطالعہ ڈگری کلاسوں تک لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل رہتا ہے۔ معاشرتی علوم کے پہلے سبق سے مطالعہ پاکستان کے آخری لیکچر تک اس مضمون کا سب سے بڑا مقصد نئی نسل کو یہ ذہن نشین کرانا ہے کہ دوقومی نظریہ اور حصول آزادیٔ پاکستان کائنات کی تاریخ کے دو اہم ترین واقعات ہیں۔ پہلی جماعت سے بی اے تک یہ مضمون پڑھا کر یہ مقصد تو شاید حاصل ہو ہی جاتا ہے مگر ساتھ ساتھ طلبا کے ذہن میں اور بہت سی باتیں جنم لیتی ہیں۔ ان باتوں میں سے ایک انگریز قوم کے بارہ میں شدید قسم کا تجسس ہے۔ یہ تجسس کہ آخر یہ کیسے لوگ ہیں جو سات سمندر پار سے اٹھ کر آئے اور ہمارے ملک کو تقسیم کر کے چلے گئے۔ یہی طلبا جب اخبارات، رسائل اور ٹی وی پر اس قوم کی دن دوگنی رات چوگنی ترقیات کا حال پڑھتے سنتے ہیں تو اس قوم کے بارہ میں اور بھی متجسس ہوتے چلے جاتے ہیں۔ سوچتے ہیں کہ آخر یہ کیسی قوم ہے۔

پھر جلتی پر تیل کا کام وہ عزیز رشتہ دار کرتے ہیں جو پاکستان سے انگلستان آ کر مقیم ہوئے اور پھر جب وطن واپس لوٹے تو اپنے پس ماندگان یعنی قارئین مطالعہ پاکستان کو برطانوی زندگی کے شب و روز کے وہ قصے سنائے کہ سب انگشت بدنداں رہ گئے۔

وہاں تو ہر کام مشینیں کرتی ہیں۔ زیر زمین چلنے والی ریل گاڑیاں تو بالکل گولی کی رفتار سے چلتی ہیں۔

ہم گیارہ بچے ہیں اور گیارہ ہی ہمارے پاس گاڑیاں ہیں۔ ہم کبھی کام چھوڑ چھاڑ کر گھر بھی بیٹھ جاتے ہیں تو ملکہ معظّمہ اس عظیم خدمت کا ایک معقول معاوضہ مقرر فرما دیتی ہیں۔ ہمارے پاس تین ٹی وی تھے۔ ایک ابھی آنے سے پہلے پھینک کر آئے ہیں۔

سنٹرل ہیٹنگ کا تو ایسا آرام ہے کہ عین جنوری میں بھی گھر میں آدھی آستینوں کی ٹی شرٹ پہن کر بیٹھے رہو۔ یہ سب سنا کر ان بے چاروں کا کیا حال ہوتا ہوگا جنہوں نے اپنی آدھی عمر سلطنت مغلیہ کے زوال کے اسباب اور قائداعظم کے چودہ نکات یاد کرنے میں گزاری دی ہو۔

جب ہمارا طیارہ ساڑھے سات گھنٹے کی پرواز کر چکا تو ہمارے طیارے کے کیپٹن کی آواز سنائی دی۔ ’’اس وقت ہم لندن شہر کے اوپر پرواز کر رہے ہیں۔ کچھ ہی دیر میں ہمارا طیارہ لندن کے ہیتھرو کے ہوائی مستقر پر اتر جائے گا‘‘۔

کچھ مسافر تو یہ اعلان سن کر بھی اپنی نشستوں کی پشت پر سر ٹکائے آنکھیں موندے پڑے رہے۔ ہم جیسے جو پہلی بار لندن کو ننگی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کھڑکیوں سے باہر جھانکنے لگے۔ ہم نے دیکھا کہ لندن شہر تاحد نظر پھیلا ہوا ہے۔ یہ ماہ اپریل کی ایک روشن سہ پہر تھی۔ جہاں تک نظر جا سکتی تھی ہم دیکھ رہے تھے۔ مگر وہ جو ایک خیال تھا کہ لندن کو دیکھیں گے تو دل و دماغ میں ایک برقی رو دوڑ جائے گی۔ اس پر کچھ اداسی پڑ گئی۔ یہ تو اسی دنیا کا ایک شہر نکلا۔ پھر دل کو سمجھایا کہ نہیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ اتنی بلندی سے کوئی بھی تاثر لینا ناانصافی ہوگی۔ ذرا جہاز اترے پھر باہر جا کر لندن کا طلسم ہوشربا دیکھیں گے۔

ہم اپنے سامان کی ٹرالی کو دھکیلتے وہاں پہنچے جہاں ہمارے رشتہ دار انتظار کر رہے تھے تو لندن اور اس کا طلسم ہوشربا سب بھول بھال گیا۔ امی، ابو، بہنیں، بھائی، بھانجے بھانجیاں ماشاء اللہ! محبت بھرا استقبال۔ وہ بھانجا جو پاکستان سے آنے سے پہلے تین پہیوں والی سائیکل چلایا کرتا تھا اب اپنی کار خود چلا کر ہمیں لینے آیا تھا۔ وہ بھانجی جسے آخری بار انگوٹھا چوستے دیکھا تھا اب برقع پہنے کھڑی تھی۔ امی چلتی پھرتی لاہور کے ائرپورٹ سے رخصت ہوئی تھیں مگر آج وہیل چیئر پر میرا انتظار کر رہی تھیں۔ ابو کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا کہ میرا بیٹا جسے وہ چند روز کا چھوڑ کر آئے تھے اب ان کی انگلی تھامے چل رہا تھا۔ مسرت، حیرت اور تشکر۔ پھر سفر کی تھکاوٹ، سب نے مل جل کر کیفیت ہی بدل کر رکھ دی۔

کچھ دیر تک تو ذہن سے نکل ہی گیا کہ ہم اس دیس میں پہنچ گئے ہیں جس کے بارہ میں عام تاثر یہ ہے کہ یہ کسی اور سیارے پر آباد ہے۔ پھر ہم اپنے بھائی کی کار میں بیٹھ کر ان کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ہماری لندن سے پہلی ملاقات تھی۔ لندن ہمیں بہت بھلا لگا۔ ہم شکل، جڑواں بھائیوں جیسے گھر، بہار پر آئے درخت، باغ باغیچے، ہرے بھرے میدان، مگر یہ سب تو ہم نے تصویروں میں بھی دیکھ رکھا تھا۔ اللہ کا بڑا شکر ہے مگر کوئی چیز ہمیں چونکائے بھی تو۔

اب کار رہائشی علاقے سے گزر رہی تھی۔ سڑکوں کے کنارے گاڑیاں دو رویہ کھڑی تھیں۔ ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ ان سڑکوں پر آنے سامنے سے آنے ولی گاڑیاں ایک دوسرے کے برابر سے کیونکر گزرتی ہوں گی کہ ہماری کار یکدم رک گئی۔ ہمارے بھائی صاحب نے گاڑی روک لی تھی۔ سامنے سے آنے والی کار کے ڈرائیور نے پاس سے گزرتے ہوئے سلام کرنے کے انداز میں ہاتھ اٹھایا۔ پھر ہماری کار چلی ہی تھی کہ سامنے سے آنے والی کار رک گئی اور ہمارے بھائی صاحب نے ہاتھ اٹھا کر اسے سلام کیا۔ ہم سمجھے کہ یہ سب لوگ ہمارے بھائی صاحب کے محلّہ دار ہوں گے۔ لیکن یہ عمل بار بار دہرایا جا رہا تھا۔ کبھی ہماری کار رک جاتی اور سامنے سے آنے والی گاڑی کا ڈرائیور ہاتھ اٹھا کر سلام کرتا ہوا گزر جاتا۔ کبھی سامنے سے آنے والی کار رک جاتی اور ہمارے بھائی صاحب ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے گزر جاتے۔ پھر ہم نے سوچا کہ یہ سب ان کے محلّہ دار تو نہیں ہو سکتے۔ پھر جب ایک خاتون نے سلام کرتے ہوئے پاس سے کار گزاری تو ہم نے پوچھ ہی لیا کہ بھئی یہ کیا سلسلہ ہے؟ ’’کونسا سلسلہ‘‘؟۔ ’’یہ جو سب ہاتھ اٹھا اٹھا کر سلام کر رہے ہیں‘‘۔ معلوم ہوا کہ چونکہ سڑکیں بہت تنگ ہیں اس لئے دو کاریں پہلو بہ پہلو نہیں گزر سکتیں۔ اس لئے جو سہولت سے رک سکے وہ کار روک کر دوسرے کو راستہ دے دیتا ہے۔ جسے راستہ دیا جائے وہ ہاتھ اٹھا کر گویا شکریہ ادا کرتا ہے۔

اس بات نے ہمیں تو سچ مچ چونکا دیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جہاں ایک ہی کار کے گزرنے کی جگہ ہے وہاں کوئی بلا جبر و اکراہ بقائمی ہوش و حواس دوسرے کو گزرنے کی جگہ دے دے۔ ہم نے تو وطن عزیز میں یہی دیکھا ہے کہ اپنا حق تو خیر ایک طرف رہا، دوسرے کا حق بھی لے لو۔ وطن عزیز کو چھوڑے ہمیں چند گھنٹے ہی ہوئے تھے۔ اس لئے سب کچھ ذہن میں بالکل تازہ تھا۔

ہمیں اپنی وہ بسیں اور ویگنیں یاد آئیں جو مسافروں کو اتارنے کے لئے بریک لگانے کی زحمت نہیں کرتیں بلکہ صرف رفتار کو تھوڑا آہستہ کر دیتی ہیں۔ اس نسبتاً کم رفتار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سواریاں گرتی پڑتی بس سے کود بھی جاتی ہیں۔ اور اندر گھس بھی جاتی ہیں۔ تنگ سڑک میں جاتے ہوئے سامنے سے کوئی اور سواری آتی دکھائی دی جائے تو ہارن بجا کر اسے رکنے کا حکم دیتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ مزے کی بات یہ کہ سامنے سے آنے والی سواری بھی جواباً ہارن بجا کر احتجاج کرتی ہے کہ مَیں تم سے بھی زیادہ جلدی میں ہوں۔ دھاری دار کراسنگ پر کوئی بے چارہ پیدل چلنے والا بیچ میں بھی پہنچ چکا ہو تو تیز رفتار کاریں اس زور سے ہارن بجا کر اسے بدحواس کر دیتی ہیں اور وہ بے چارہ یوں واپس بھاگتا ہے جیسے کوئی بیٹس مین رن آؤٹ ہو جانے کے خطرہ سے بھاگتا ہے۔ غرض ہماری قوم بہت جلدی میں ہے۔ کس بات کی جلدی؟ یہ کسی کو معلوم نہیں۔ بس ایک بے چینی ہے جو جلد بازی پر مجبور کئے رکھتی ہے۔ ایسی جلد بازی کہ اخلاقیات کا کچھ ہوش نہیں۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ہمیں زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی بخشی۔ ہمیں بتایا کہ راستے کے بھی حقوق ہوتے ہیں۔ ان حقوق کا خیال کرنا بے حد ضروری ہے۔ آنحضورؐ کی تعلیم کل عالم کے لئے تھی۔ اس سے جس نے فائدہ اٹھالیا، اٹھا لیا۔ جو اس تعلیم پر اجارہ داری کا دعویٰ کرتے رہے انہیں اس پر عمل کرنے کی فرصت ہی میسر نہ آسکی۔

خیر! ہم کہہ یہ رہے تھے کہ ہمیں اس ملک میں پہنچ کر جو چیز واقعتاً حیران کن لگی وہ سڑک استعمال کرنے والوں کا صبر اور تحمل ہے۔ راہ چلتے لوگوں کے حقوق کا خیال۔ آپ پیدل ہیں یا سائیکل پر، سکوٹر پر ہیں یا کار میں، بس میں ہے یا لاری میں۔ راستہ استعمال کرنے والے سب لوگ ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہ جانتے ہوئے بھی ہمارے پیارے نبیؐ کی ایک نہایت خوبصورت تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ہم جو جانتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی تعلیم کیا ہے اس پر عمل کرنے میں پیچھے کیوں رہیں۔ کسی روز راستے کے حقوق اور اخلاقیات کو ایک طرف رکھ کر، راستہ استعمال کرنے والوں کو یکسر نظر انداز کر کے اپنی منزل پر پہنچنے کا تجربہ کر کے دیکھیں۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم اپنے پیارے نبیؐ کی نافرمانی کر کے بہت سارے لوگوں کی دل آزاری اور نقصان کا باعث بنے اور حاصل کیا ہوا؟۔ چند لمحوں کی بچت۔ صرف چند لمحوں کی۔ اور ہم نے اپنا کتنا نقصان کیا؟۔ ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ پر غور کریں تو شاید سمجھ آ جائے۔

❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

Glebe travel

mortgage & remartgage

Khalid Munir Ahmed

Licenced Mortgage Broker

Phone: 020 8874 8628

Mobile: 0790 5204985

Email: khalidahmed3@hotmail.com

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

اسیرانِ راہ مولیٰ کے ساتھ بیحد شفقت

۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو آمر ضیاء الحق کے آرڈیننس کے نفاذ کے ساتھ ہی پاکستان کے احمدیوں پر مصائب کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس ظالمانہ قانون کے نتیجہ میں بے شمار احمدیوں نے جان و مال کی قربانیاں انتہائی بشاشت کے ساتھ پیش کیں۔ بہت سے بے گناہ احباب کو مختلف مقدمات میں ماخوذ کر کے کئی کئی سال پس دیوارِ زنداں رکھا گیا۔ انہی میں ایک مکرم محمد الیاس منیر صاحب ہیں جنہیں احمدیہ مسجد ساہیوال پر رات کو احراری مولویوں کے حملے کے موقعہ پر احمدیوں کے اپنے دفاع میں گولی چلانے کی پاداش میں دس دیگر احمدیوں کے ساتھ جھوٹا مقدمہ قائم کر کے قید کر دیا گیا اور آخر پھانسی کی سزا کے اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان احمدیوں کو رہائی عطا فرمائی اور ایک نئی زندگی بخشی۔

ہفت روزہ "بدر" قادیان کے "سیدنا طاہر نمبر" میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اسیرانِ راہِ مولیٰ کے ساتھ بے پناہ شفقت کے انداز کو مکرم الیاس منیر صاحب نے قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے اور پاکستان بھر میں مختلف جیلوں میں قید اسیرانِ راہِ مولیٰ کے نام لکھے جانے والے حضورؒ کے بہت سے خطوط اس مضمون کی زینت بنائے گئے ہیں۔

یوں تو حضورؒ کا دل پاکستان کے ہر احمدی کے لئے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتا تھا لیکن اسیرانِ راہ مولیٰ کا ذکر آتے ہی ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ جاتے۔ سانحہ ساہیوال کے بارہ میں جب حضورؒ کی خدمت میں رپورٹ بھجوائی گئی تو آپؒ نے ساری رات دعائیں کرتے ہوئے اضطراب میں گزار دی۔ ذرا سی دیر کو جو آپؒ کی آنکھ لگی تو آپؒ نے حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کو دیکھا جنہوں نے حضورؒ کو السلام علیکم کہا۔ اس خواب سے حضورؒ کو یقین ہو گیا کہ جماعت اِس طوفانِ مخالفت میں سلامتی اور کامیابی کے ساتھ گزر جائے گی۔ لیکن اس کے ساتھ اسیرانِ غم کو آپؒ نے اپنے اوپر پوری طرح حاوی کر لیا۔ اور اپنے ایک خط میں فرمایا: "مجھے تو بعض دفعہ لگتا ہے کہ میرا جسم آزاد مگر اسیران راہ مولا کے ساتھ قید میں رہتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ میں کہاں رہتا ہوں"۔

ایک خط میں فرمایا: "آپ کے دورِ یوسفی میں ایک دن بھی مجھے ایسا یاد نہیں کہ آپ یاد نہ آئے ہوں۔ بارہا آستانہ الوہیت پر اس گداز دعا سے میرا دل پگھل پگھل کر بہا ہے کہ اے میرے پیارے ربّ! مجھے جلد تر اپنے پیاروں کی رہائی دکھا کر اس جان گسل غم سے رہائی بخش جس نے مجھے یرغمال بنا رکھا ہے اور جو میری آزادی کی خوشی میں ایسی تلخی گھولتا ہے کہ یہ آزادی جرم دکھائی دینے لگتی"۔

حضورؒ نے اسیران کے لئے ایک لمبے عرصہ تک اس رنگ میں دعائیں کی کہ گویا ساری فضا میں شورِ قیامت برپا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر قربانی کے لئے اپنے ربّ کے حضور حاضر بھی دکھائی دیتے۔ چنانچہ اس کا حال یوں بیان فرماتے: "بعض اوقات اس درد کے ساتھ دل سے دعا نکلتی ہے کہ یقین نہیں آتا کہ رحمت باری اسے ٹھکرا سکے گی لیکن وہ حکمتِ کُل ہے اور ہم نادان جاہل بندے۔ وہ ہماری فلاح اور بہبود کو ہم سے بہتر سمجھتا ہے۔ اگر اسلام کے احیائے نو کے لئے وہ ہم ناکارہ بندوں کو قربانی کی سعادت بخشنا چاہتا ہے تو ہم بسر و چشم حاضر ہیں۔ لیکن بڑے خوش نصیب وہ جنہیں اس کی نظر عنایت پھولوں کی طرح چُن لے لیکن اُن بے کسوں کا کیا حال ہو گا جن کے دل کے نصیبے میں اپنی محرومی کا احساس اور اپنے پیاروں کی یادوں کے کانٹے رہ جائیں"۔

اپنے اشعار میں بھی حضورؒ نے اپنی محبت کا بے مثال اظہار کیا اور اپنی یہ نظم اپنی آواز ریکارڈ کروا کے اسیران کو جیل میں بھجوائی:

کیا تم کو خبر ہے رہِ مولیٰ کے اسیرو!
تم سے مجھے ایک رشتۂ جاں سب سے سوا ہے
کس دن مجھے تم یاد نہیں آئے مگر آج
کیا روزِ قیامت ہے کہ اک حشر بپا ہے

حضورؒ کو یہ بھی احساس تھا کہ ساری جماعت اپنے اسیر بھائیوں کے لئے دعاگو ہے۔ چنانچہ فرمایا: "اپنے دل کی کیفیت مزید کچھ نہیں لکھتا کہ تم بے چین نہ ہو جاؤ۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ کروڑوں احمدیوں کے دلوں کا چین تم چند مظلوم احمدیوں کے دلوں سے وابستہ کر دیا گیا ہے"۔ پھر فرمایا: "تمہاری تو زندگی بھی زندگی اور موت بھی زندگی ہے۔ تم خاک بسر تھے، میرے مولا کی رضا نے تمہیں عرش نشین بنا دیا، مسیح کی غلامی میں تم بھی زمین کے کناروں تک شہرت پا گئے۔ آج ایک کروڑ احمدیوں کے دھڑکتے ہوئے دل تمہیں دعائیں دے رہے ہیں اور دو کروڑ نمناک آنکھیں تم پر محبت اور رشک کے موتی نچھاور کر رہی ہیں۔ میرا دل بھی اُن دلوں میں شامل ہے، میری آنکھیں بھی اُن آنکھوں میں گھل مل گئی ہیں"۔

حضورؒ نے دورانِ اسیری تربیت کا پہلو بھی پیش نظر رکھا اور آئندہ آنے والے حالات کے لئے تیار فرماتے رہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "تذکرۃ الشہادتین" کے مطالعہ کی تلقین فرمائی۔ یہی وجہ تھی کہ کسی اسیر راہ مولیٰ کا سر دنیا کی عدالت کے سامنے اور پھانسی کی سزا کے اعلان کے بعد صدر کے سامنے رحم کی اپیل کرنے کو نہیں جھکا۔ اس وقت حضورؒ نے ایک خطبہ میں فرمایا: "ہم تو اس صاحب جبروت خدا کو جانتے ہیں، کسی اَور کی خدائی کے قائل نہیں اس لئے احمدیوں کا سر ان ظالمانہ سزاؤں کے نتیجہ میں جھکے گا نہیں بلکہ اَور بلند ہو گا یہاں تک کہ خدا کی غیرت یہ فیصلہ کرے گی کہ دنیا میں سب سے زیادہ سربلندی احمدی کے سر کو نصیب ہو گی کیونکہ یہی وہ سر ہے جو خدا کے حضور سب سے زیادہ عاجزانہ طور پر جھکنے والا سر ہے"۔ اسی طرح ایک مکتوب میں فرمایا: "یہ چار دن کی زندگی تو بہت سخت ناقابل اعتبار ہے اور یہ بھی پتہ نہیں کہ کیسے انجام کو پہنچتی ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ وہ ہم سے اتنی جلد جدا ہوں مگر مرضی مولا اگر یہی ہے تو اے خوش نصیبو! جو رضائے باری تعالیٰ کی لافانی زندگی پانے والے ہو اور آسمانِ احمدیت کے درخشندہ ستارے بن کر چمکنے والے ہو اور جو تاریخ احمدیت میں ہمیشہ محبت اور عظمت اور پیار اور احترام کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے، دمِ واپسیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتح اور غلبہ کی دعا کرنا اور اس عاجز ناکارہ انسان کی بخشش کی بھی دعا کرنا۔ تم تو ہر امتحان میں کامیاب و کامران ٹھہرے اور ہر ابتلاء سے سرخرو ہو کر نکلے۔ کاش میری بھی یہ فریاد قبول ہو کہ ربّنا توفّنا مَع الأبرار"۔

سزائے موت سنائے جانے کے بعد جب اسیران نے پھانسی کی کوٹھڑی کے حوالہ سے خط لکھا تو حضورؒ نے جواباً تحریر فرمایا: "تم تو کال کوٹھڑی کے نہیں حجرۂ نور کے مکین ہو۔ یہ تم نے کیا لکھ دیا۔ رضائے باری تعالیٰ کے قیدی تو جس زنداں میں بھی رہیں اسے بقعۂ نور بنا دیتے ہیں۔ ایک اَور بات بھی تم نے اپنے خط میں غلط لکھ دی۔ تم تو لافانی زندگی کے سزاوار ٹھہرائے گئے ہو۔ کون ہے جو تمہیں "سزائے موت" دے سکے۔ وہ تو خود مُردہ ہیں۔ کبھی مُردوں نے بھی زندوں کی شہ رگ پر پنجہ ڈالا ہے۔ اگر شہادت تمہارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے تو کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو تمہیں مار سکے۔ شہادت کی دائمی زندگی موت کی منزل سے ہو کر نہیں گزرتی"۔ اس کے بعد اسیران نے بظاہر تاریک کوٹھڑیوں کو "زندگی کی بقعۂ نور کوٹھڑی" لکھنا شروع کر دیا۔

حوصلہ افزائی کا انداز اس خط میں ملاحظہ کریں: "اگر خدا کی تقدیر آپ کو ایک عظیم شہادت کا مرتبہ عطا کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے تو یہ ایک سعادت ہے جو قیامت تک آپ کا نام دین و دنیا میں روشن رکھے گی اور آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کوئی نہیں جو آپ کو مار سکے۔ قیامت تک آنے والی نسلیں آپ کے ذکر پر روتے ہوئے اور تڑپتے ہوئے آپ کے لئے دعائیں کیا کریں گی اور حسرت کیا کریں گی کہ کاش آپ کی جگہ وہ ہوتے۔ ...... مَیں نے اپنے دل کو ٹٹولا تو یہ معلوم کر کے میرا دل حمد اور شکر سے بھر گیا کہ اگر آپ کو بچانے کیلئے مجھے تختۂ دار پر لٹکا دیا جاتا تو مَیں بخوشی اپنے آپ کو اس کیلئے تیار پاتا"۔

اسیران راہ مولیٰ کے خطوط کے حوالہ سے حضورؒ نے ایک بار لکھا: "محبت جب عقل و ذہن کو مغلوب کر لیتی ہے تو ایک پختہ کار انسان بھی بچوں کی سی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ یہی حال میرا ہوا جب مَیں نے آپ کا زندگی کی کوٹھڑی سے لکھا ہوا خط دیکھا۔ بے اختیار اسے چوما، اس کی پیشانی کے بوسے لئے اور اسے سر آنکھوں سے لگا کر عجیب روحانی تسکین حاصل کی"۔

اپنے بے شمار خطوط میں حضورؒ نے اللہ تعالیٰ سے اسیران کی رہائی اور زندگی کی بھیک مانگی۔ کبھی فرمایا: "مَیں جانتا ہوں کہ شہادت اور پھر ایسی عظیم شہادت ایک قابل صدرشک سعادت ہے لیکن مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ظاہری جان لئے بغیر بھی لازوال زندگی عطا کر سکتا ہے"۔ ایک خط میں عرض کیا: "اے اللہ! ...... انہیں موت کی تنگ راہ سے گزارے بغیر ابدالآباد کی زندگی عطا فرما اور اسی دنیا میں انہیں اہل بقا میں شمار فرما لے اور مجھے یہ خیر کی بھیک عطا کر کہ مَیں انہیں اپنے سینہ سے لگا کر ان کی پیشانی کو بوسہ دوں اور اپنے دل کی پیاس بجھاؤں"۔

حضورؒ نے اسیران کو اپنے ہاتھ سے خطوط لکھنے کے علاوہ خطبات اور خطابات میں بار بار اُن کی قربانیوں کا ذکر فرمایا اور دعا کی تحریک فرمائی۔ حضورؒ کے خطاب جب اسیران تک پہنچتے تو جیل کی دیواروں میں بھی انہیں آزادی کا احساس ہونے لگتا۔ اسیران کی دلداری کے لئے حضورؒ ہر عید اور دیگر مواقع پر تحائف بھجواتے۔ دنیا بھر میں جماعت کو ملنے والی ترقیات کو شہداء اور اسیران کی قربانیوں کی طرف منسوب فرما دیتے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی اسیر کو ظالموں کی قید سے رہائی بخشتا تو حضورؒ اللہ کی حمد و ثناء کے گیت گاتے ہوئے جشن تشکر مناتے، مٹھائی تقسیم کی جاتی، ایم ٹی اے کی کلاسوں میں ذکر ہوتا اور خطوط میں مبارکباد دیتے ہوئے کچھ اس قسم کا اظہار ہوتا: "انسان کے ہاتھوں انسان کے قید ہونے کی تاریخ میں اور پھر اس کی رہائی میں ایسا واقعہ کہیں نہیں ہوا کہ ساری دنیا سے لوگوں کو پہلے قید پر غم لگا ہو اور پھر رہائی کی خوشیاں منائی ہوں۔ یہ سب اللہ کا احسان ہے"۔

ماہنامہ "مصباح" ربوہ کے "سیدنا طاہر نمبر" میں شامل اشاعت مکرم انور ندیم علوی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

سانسوں میں بسنے والے کیوں دُور ہو گئے ہیں
مولا! فقیر تیرے رنجور ہو گئے ہیں
طاہرؒ گیا تو کتنے مہجور ہو گئے تھے
مسرورؔ پا کے لیکن مسرور ہو گئے ہیں
آؤ ندیم پھر سے تجدید ہو وفا کی
دل نور سے یقیں کے پُرنور ہو گئے ہیں

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday May 28, 2004 | Issue No. 22

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

سپیکر قومی اسمبلی کی پرلطف اور معنی خیز رولنگ

روزنامہ ''پاکستان'' مورخہ ۱۲/اپریل ۲۰۰۴ء کی دلچسپ خبر:

''قومی اسمبلی کے سپیکر چودھری امیر حسین نے گزشتہ روز رولنگ دی ہے کہ **کسی مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان سے یہ پوچھنے کا حق حاصل نہیں کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟**۔

سپیکر نے یہ رولنگ پارلیمنٹ میں ایک بحث کے دوران مولانا معراج الدین کے ایک بیان کے حوالے سے دی۔سپیکر نے مولانا معراج الدین کے الفاظ کو کارروائی سے خارج کرنے کا حکم دیا اور کہا:

''**ملک کا دستور اور قانون ایسے تبصرے کی اجازت نہیں دیتا**''۔

اس پرلطف اور معنی خیز رولنگ پر بالغ نظر سپیکر صاحب کو دستور پاکستان کا ''پیامبر'' کہنا چاہیئے۔وجہ یہ کہ مولانا معراج الدین کے ''بزرگ علماء'' کی ملک گیر احمدیوں کے خلاف غنڈہ گردی، دہشت گردی اور فتنہ سامانی کے نتیجہ میں آگ اور خون کے طوفانوں کے دوران اسمبلی سے مسلم کی جو ''دستوری تعریف'' منظور کروائی اس میں کلمہ طیبہ پڑھنے والے احمدیوں کو مسلمان نہیں قرار دیا گیا۔

اور وہ تعریف ''ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان'' کے لفظوں میں تھی۔ حالانکہ ''ختم نبوت'' کا لفظ ہی قرآن مجید میں موجود نہیں بلکہ لفظ ''خاتم النبیین'' ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں جناب اسپیکر صاحب کی یہ رولنگ کہ کسی سرکاری مسلمان سے کلمہ طیبہ پڑھنے کا مطالبہ کرنا پاکستان جیسی ''مسلم سلطنت'' کے بنیادی دستور و آئین کے خلاف ہے قطعی طور پر صحیح ہے جس سے دیوبندی احراری ملاؤں کی خاتم النبیین ﷺ اور کلمہ طیبہ کی دشمنی پر بھی مہر تصدیق ثبت ہو جاتی ہے

❁❁❁❁❁

علامہ اقبال کے ''مطالبہ اقلیت'' کا حقیقت افروز پس منظر

اسمبلی ۱۹۷۴ء کی ''رہبر کمیٹی'' میں امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ''محضر نامہ'' پڑھ کر سنایا اور مفتی محمود صاحب نے ، احراری دیوبندی ملاؤں نے اپنا موقف ''ملت اسلامیہ کا موقف'' کے زیر عنوان پیش کیا۔جس کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے ''ملت اسلامیہ'' کے نام سے اپنی ایک ذیلی پارٹی سیاسی حقوق اور پراپیگنڈہ کی غرض سے کھڑی کرلی جسے مشرف حکومت غیر آئینی قرار دے چکی ہے۔

''ملت اسلامیہ کا موقف'' کے مؤلفین (مولوی تقی و سمیع الحق وغیرہ) نے اپنی تحریر کی بنیاد ہی اس نکتہ پر رکھی ہے کہ ''خالق پاکستان'' علامہ اقبال ہی نے ۱۹۳۵ء میں قادیانیوں کو ''مسلمانوں'' سے الگ کئے جانے کا مطالبہ کیا تھا جسے پورا کرنا پاکستانی پارلیمنٹ کا فرض ہے۔لیکن یہ علامہ کے موقف کا ایک رخ تھا جس کا حقیقی پس منظر معلوم کرنے سے قبل ملحوظ خاطر رکھئے کہ اقبال پوری عمر مُلّا جیسی خوفناک اور دہشت گرد مخلوق سے سخت بیزار رہے اور اس کی تفرقہ اندازیوں کے خلاف مجسم احتجاج بنے رہے۔جس کا بلیغ خلاصہ آپ نے اس مصرعہ میں سمودیا ہے:

دین مُلّا فی سبیل اللہ فساد

ایک ''خضر صورت مولوی'' سے خطاب فرماتے ہیں ؎

بندہ پرور اب تو ہم چالوں میں آنے کو نہیں
آپ کی دیں داریوں کا راز طشت از بام ہے
خوب قرآں کو بنایا دامِ تزویر آپ نے
کامیابی کیوں نہ ہو حضرت یہ خاصہ دام ہے

(باقیات اقبال صفحہ ۱۰۵۔ مرتبہ سید عبدالواحد معین ایم ۔اے (آکسن)۔ناشر آئینہ ادب چوک مینار ۔انارکلی لاہور بار سوم ۱۹۸۷ء)

❁❁❁❁❁

اب علامہ اقبال کے احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی اصل روح اور حقیقی مقصد کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔

یہ قطعی بات ہے کہ علامہ عہد حاضر کے کلمہ گو مسلمانوں کو سرے سے مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے۔ آپ اس عقیدہ میں آخر دم تک اس درجہ متشدّد اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹے رہے کہ ''جواب شکوہ'' میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ببانگ دہل اس حقیقت کی منادی فرمائی کہ ؎

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، **بتاؤ تو مسلماں بھی ہو**

آپ نے ہمیشہ اس نظریہ کی پرجوش ترجمانی فرمائی کہ:

''ہندوستان کے مسلمان اس عربی اسلام کو بہت کچھ فراموش کر چکے ہیں اور **عجمی اسلام ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے**''۔

('روزگار فقیر' جلد دوم صفحہ ۱۶۲)

''کاش مولانا نظامی کی دعا اس زمانے میں مقبول ہو اور رسول اللہ ﷺ پھر تشریف لائیں اور ہندی مسلمانوں پر اپنا دین بے نقاب کریں''۔

(اقبال نامہ حصہ اول صفحہ ۴۔مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم۔اے)

یہ تھا ہندی مسلمانوں کا ''عجمی اسلام'' جس کے سیاسی دائرہ سے علامہ نے سرکار برطانیہ سے اس جماعت کے خارج کرنے کی عرضداشت فرمائی جس کی نسبت عمر بھر اُن کا یہ ایمان رہا کہ:

''**پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقۂ قادیانی کہتے ہیں**''۔

('ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر' صفحہ ۱۸۔ ناشر انجمن معین الاسلام لاہور)

علامہ موصوف کا اپنے ''مطالبہ اقلیت'' کے بعد برملا احمدیوں کی تبلیغ اسلام کی سرگرمیوں کو خراج تحسین ''اقبال نامہ'' سے ثابت ہے۔مخصوص احمدی علم کلام کے نظریہ وفات مسیح کی ہمنوائی ان کے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام جوابی خطوط سے بھی الم نشرح ہے۔علامہ دراصل پرویزی مکتبہ فکر کے بانی تھے جس کے نزدیک مسیح و مہدی کی آمد کا انتظار عبث ہے اور قرآن و حدیث کی تصریحات کے سراسر منافی ہے۔ تاہم انہوں نے پوری سنجیدگی اور معاملہ فہمی کا ثبوت دیتے ہوئے مسلمانان عالم کو مشورہ دیا کہ بانیٔ احمدیت کے الہامات کا دقیق نظر سے تجزیہ تحریک احمدیت کے اصل خدوخال کا سراغ لگانے کے لئے مؤثر طریق ہوگا۔(حرف اقبال صفحہ ۱۴۱۔۱۴۲)

❁❁❁❁❁

حضرت مصلح موعودؓ کا اظہار مسرت

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے علامہ کے اس مبارک خیال پر حد درجہ اظہار مسرت کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

''مجھے اس حوالہ کو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کیونکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ جب کوئی ماہر کیفیات بانی سلسلہ احمدیہ کے الہامات کا تجزیہ قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں کرے گا اور صحیح تجزیہ کرے گا تو وہ لازماً احمدیت کی صداقت کا قائل ہو جائے گا''۔

(الفضل ۱۳/جنوری ۱۹۵۲ء صفحہ ۳)

افسوس ! صد افسوس !! آج تک کسی بہادر کلیجہ والے ماہر نفسیات کو ریسرچ کے اس اہم میدان عمل میں آنے کی توفیق نہیں مل سکی۔سچ فرمایا مہدیٔ دوران نے ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

❁❁❁❁❁

watch MTA live
audio and video broadcast
❁❁❁
Weekly sermons in Urdu / English
❁❁❁
Questions & Answers and much much more
❁❁❁
Now you can buy Ahmadiyya Islamic Books, Audio / Video on line using Master Card or Visa
❁❁❁
Visit our official website
www.alislam.org
❁❁❁

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔